بابت سنہ ۱۴۱۷ھ

محاضرۂ علمیہ

بسلسلۂ اہلِ کتاب

عیسائیت

(انجیل کی روشنی میں)

(جزوِ اوّل)

پیشکردہ

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی

استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند

طارق ۶۰۶۹

فہرستِ مضامین

مضامین		مضامین	
عیسائی مذہب کے مآخذ ومصادر	۴	وضع حمل وولادت مبارک انجیل میں	۳۰
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش	۱۱	فرشتوں کا بشارت دینا	۳۱
کے وقت بنی اسرائیل کی سیاسی حالت	"	مجوسیوں کا مشرق سے مسیح کے پاس آنا	۳۳
بنی اسرائیل کی مذہبی حالت	۱۲	حضرت عیسیٰ ع کا ختنہ	۳۵
مسیح کا انتظار	۱۴	حضرت عیسیٰ ع کا لڑکپن	۳۶
حضرت عیسیٰ ع کی تاریخ کا ماخذ	۱۵	حضرت یحییٰ کی نبوت کا ظہور اور	۳۷
حضرت عیسیٰ ع کی پیدائش	۱۷	لوگوں کو اصطباغ دینا	"
دنیا میں ولادت کا معروف طریقہ	۱۷	حضرت عیسیٰ ع کا یوحنا سے اصطباغ لینا	۴۰
حضرت مریم ع کی پیدائش قرآن کا بیان	۱۹	حضرت عیسیٰ ع کا جنگل میں چالیس	۴۱
انجیل پیدائش مریم ع	۲۱	روز تک ریاضت کرنا	"
حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش	۲۲	حضرت عیسیٰ کی نبوت کا ظہور اور	۴۲
کا ذکر قرآن میں	"	ان کا لوگوں کو دعوت دینا	"
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش	۲۴	حضرت مسیح کی نبوت کا زمانہ	۴۳
کا ذکر قرآن میں	"	حضرت مسیح پر سب سے پہلے	۴۴
حضرت مریم ع کا حاملہ ہونا	۲۶	ایمان لانے والے	"
یسوع کے پیدا ہونیکی پیشن گوئی	۲۶	حضرت عیسیٰ ع کا بارہ شاگردوں کو	۴۷
وضع حمل و ولادت قرآن میں	۲۸	منتخب کرنا	"

مضامین

بارہ حواریوں کے نام	۴۸
ستّر شاگردوں کا انتخاب	۴۹
حضرت عیسیٰ ؑ کے معجزات	۴۹
اندھے کو بینا بنا دینا	۵۰
کوڑھیوں کو شفا دینا	۵۱
مُردہ کو زندہ کرنا	۵۱

عیسائی مذہب کے مآخذ و مصادر

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی انجیل ہی عیسائیت کا اصل ماخذ ہو سکتی تھی۔ مگر وہ انجیل جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ پر ان کی اور ان کی قوم کی زبان میں نازل کیا تھا۔ اس کے بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ضائع ہو چکی ہے اور اب اس کا کوئی اثر و نشان بھی نہیں رہ گیا ہے۔ اور یہ ایسی مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کو عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا ماخذ قرآن شریف، قرآن شریف کو عیسائیت کا ماخذ بنانا اور اس کے لئے اس کو مستند قرار دینا واقع و نفس الامر میں ایک علمی اور پر اعتماد طریقہ ہے جو مضبوط علمی بنیادوں پر قائم ہے، اس لئے کہ قرآن کی تاریخی حیثیت اور اس کے تسلسل و تواتر کے دوست و دشمن سب قائل ہیں، اور ہر منصف مزاج یہ کہنے پر مجبور ہے کہ موجودہ قرآن وہی قرآن ہے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تلاوت کرتے تھے۔

(۳) تیسرا ماخذ وہ کتابیں جن پر کلیسا کی عیسائیت کو اعتماد ہے اور وہ کتابیں حسب ذیل ہیں۔ (۱) بائبل قدیم (۲) حضرت عیسیٰ کی سیرت و تعلیمات پر مشتمل تاریخی کتابیں جس کو وہ لوگ انجیل اور تاریخی اسفار سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایسی کتابیں عیسائیوں کے درمیان کثیر تعداد میں تھیں۔ مگر کلیسا نے ان میں سے صرف چار انجیل، انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا

انجیل یوحنا کو مقدس و معتبر قرار دیا ہے۔ (۳) رسولوں کے اعمال اور خطوط جنہیں وہ لوگ تعلیمی اسفار سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور وہ تعداد میں بائیس ہیں۔ ان پر تفصیلی بحث اپنے مقام پر آئے گی۔

حضرت عیسیٰ کی لائی ہوئی انجیل کے مطابق عیسائیت کا بیان ممکن نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کتاب کا اثر و نشان ہی باقی نہیں رہا۔ کلیسا کی نظر میں جو کتابیں مستند ہیں، اس کی روشنی میں عیسائیت کا مطالعہ کرنے والا جب عیسائیت کا مطالعہ کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ انجیل میں حضرت عیسیٰ نے جس عیسائیت اور جس مذہب کی تعلیم دی ہے موجودہ عیسائیت (کلیسا کی عیسائیت) سے یکسر مختلف ہے دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اس میں باہم کیسے فرق ہو گیا کس طرح تبدیلی ہو گئی۔ لوگوں نے کس طرح اس میں تحریف کی۔ اور کتنے ادوار و مراحل سے گذر کر عیسائیت کی یہ شکل ہوئی ہے اس کو بصیرت کے ساتھ جاننے کے لئے عیسائیت کی تاریخ کے مختلف ادوار کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جن کو یہاں پر اختصار سے ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) وہ عہد جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے جس کو اناجیل اربعہ میں بیان کیا گیا ہے۔ (۲) دور ثانی تبدیلی و اختلاف کا دور حضرت عیسیٰ ؑ کے رفع سماوی کے بعد کا دور۔ اس دور میں اناجیل اربعہ میں بیان کردہ عیسائیت سے ہٹ کر پولس نے ایک نئے طرز کی عیسائیت کی طرح ڈالی، اور اس کی تبلیغ شروع کی ابتدا میں حواریوں نے حسن ظن سے کام لیتے ہوئے پولس کا ساتھ دیا۔ مگر جب انھیں اس کی اصلیت معلوم ہوئی تو انہوں نے شدت سے اس کی مخالفت شروع کی اس طرح عیسائی

دو گروپ میں بٹ گئے۔ ایک گروہ یہودی عیسائیت کا علمبردار تھا۔ دوسرا گروپ پالوی عیسائیت کا اور ان میں برابر کشتی رہی یہاں تک کہ قیصر ہیڈریان کے عہد ۱۲۵ء میں یہودی عیسائیت کا گروپ بالکل مغلوب ہوگیا۔ اور پالوی عیسائیت کا گروپ غالب آگیا۔ اس دور ثانی میں تمام عیسائی مغلوب تھے، سیاسی طور پر رومی مسلط تھے۔ ان کی حکومت تھی جس کی وجہ سے ان کو رومی یہودی دونوں طرح طرح سے ستاتے تھے اس لئے اس کو دور مظالم بھی کہا جاتا ہے۔ (۳) عہد مباحثات یہ قسطنطین اعظم کے عہد ۳۱۲ء سے لیکر گری گوری اول ۵۳۹ء تک ہے۔ اس زمانہ میں مذہبی اور دینی مسائل میں مباحثہ کا آغاز ہوا۔ اور اسکے تصفیہ کے لئے کونسلوں کا انعقاد ہوتا رہا، کونسلوں میں انجیل کی نصوص کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ بلکہ قرار دادوں میں ذاتی تعصبات اور عقلی پیچیدگیوں کو اہمیت رہی۔ اس طریقہ کار سے الہامی کتابوں کی الہامی حیثیت ختم ہوگئی۔ اور مذہب پر پادریوں کی اجارہ داری قائم ہوگئی۔ سب سے پہلی کونسل ۳۲۵ء میں قسطنطین اعظم کی صدارت میں بمقام نیقیا منعقد ہوئی جس میں حضرت عیسیٰ کی ابنیت کا مسئلہ طے ہوا اور آریوس اور اس کے موافقین نے مخالفت کی تو ان کو مذہب سے خارج کر دیا گیا۔ اس دور میں عیسائیوں میں رہبانیت کا رواج ہوا۔ (۴) دور رابع اس عہد کی شروعات ۵۹۰ء سے ۸۰۰ء تک ہے یعنی گری گوری اول کے پوپ بننے سے عہد شارلیمان تک اس عہد کو عہد مظلمہ (تاریک دور) کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ دور عیسائیت کی تاریخ میں علمی سیاسی اور مذہبی اعتبار سے تنزل وانحطاط اور عیسائیوں کے باہمی اختلاف کا دور ہے۔ اس لئے

عیسائی مورخین اس کو تاریک دور سے تعبیر کرتے ہیں۔ اصل میں اس دور میں عیسائیت کو اپنے ایک طاقتور حریف اسلام کا سامنا کرنا پڑا۔ اسلام حیرت انگیز سرعت کے ساتھ عرب سے نکل کر مصر و شام، فلسطین ایران میں پھیل گیا۔ اور ان ممالک سے عیسائیت کی بساط الٹ گئی۔ جب مشرقی ممالک میں عیسائیت کو زوال ہوا۔ تو انہوں نے مغربی ممالک میں عیسائیت کی اشاعت شروع کی اور اس تحریک کے زیر اثر پہلی مرتبہ جرمن و برطانیہ میں عیسائیوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اور ان کی مسلسل چار صدیوں کی کوشش سے پورا یورپ عیسائی بن گیا۔

(۵) دور خامس قرون وسطیٰ ۸۰۰ء سے لے کر ۱۵۱۷ء تک کے زمانہ کو عیسائی تاریخ میں قرون وسطیٰ کہا جاتا ہے۔ قرون وسطیٰ میں پوپ اور حکومت وقت کے درمیان اقتدار کی کشمکش شروع ہوئی جو عرصۂ دراز تک جاری رہی جس میں عہد شارلیمان سے گری گوری ہفتم ۱۰۷۳ء تک پوپ کو غلبہ حاصل رہا۔ اور حکومتِ وقت کا اقتدار مغلوب تھا۔ اور عہد گری گوری ہفتم ۱۰۷۳ء سے بونی فینس ۱۲۹۴ء تک میں نفاقِ عظیم ہوا۔ نفاق عظیم عیسائیوں کے یہاں ایک اصطلاح ہے۔ مشرق و مغرب کے کلیسا کے آپس میں زبردست اختلاف پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے مشرقی کلیسا نے مغربی کلیسا سے الگ ہو کر اپنا الگ نام رکھا آرتھوڈوکس چرچ اور صدر مقام قسطنطنیہ بنایا۔ اور مغربی کلیسا سے الگ ہو کر کے سربراہ کا نام بطریق رکھا۔ جب کہ مغربی کلیسا کا نام کیتھولک چرچ تھا۔ اور اس کا صدر مقام روم (اٹلی) اور اس کے سربراہ کا نام پوپ ہوتا ہے۔ اسی دور میں صلیبی جنگیں لڑی گئیں۔

عیسائیوں نے مذہبی نقطۂ نظر سے مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کے خلاف سات بڑی جنگیں لڑیں۔ جس میں بالآخر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اسی دور میں صلیبی جنگوں کی وجہ سے پوپ کو اعلیٰ اختیار حاصل ہوگیا تو انہوں نے اس سے غلط فائدہ اٹھاکر مغفرت ناموں کی تجارت کو عام کردیا۔ اور اپنے مخالفین کو جلا جلا کر اذیت رسانی کی انتہار کردی۔۔۔ تو کچھ مصلحین اٹھے جنہوں نے اصلاح کی کوشش کی مگر اصلاحات کے لئے حالات سازگار نہیں تھے۔

(۶) دور سادس، عہد اصلاح ۱۵۸۱ء سے اصلاح کی تحریکوں میں زدر ہوا اور ان کی قسمت میں کامیابی لکھی ہوئی تھی۔ مارٹن لوتھر نے جرمن میں اصلاحی تحریک شروع کرکے مغفرت نامون اور پاپاؤں کی اخلاقی بے اعتدالیوں اور ان کے مذہبی مظالم کے خلاف آواز بلند کی آہستہ آہستہ یہ تحریک کامیابی سے ہم کنار ہوئی اس تحریک کے ماننے والوں کو پروٹسٹنٹ کہا جاتا ہے۔

(۷) دور سابع دور عقلیت اس دور میں یورپ پوری طرح سیاسی علمی بیداری کی منزل پر پہنچ چکا تھا۔ مارٹن لوتھر وغیرہ جنھوں نے اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا۔ تو ان لوگوں نے بائبل کی تفسیر وتشریح میں پہلے لوگوں سے اختلاف کیا تھا مگر خود بائبل پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتے تھے مگر جوں جوں یہ تحریک آگے بڑھتی گئی اس کے زاویے بدلتے گئے لوگوں کو عیسائیت کے بنیادی عقائد اور اس کی مذہبی کتب اور انکی عبادات تک میں شک وشبہ پیدا ہونے لگا اور اس حد تک آگے بڑھے کہ کہنے لگے کہ جو باتیں ہماری عقل میں نہیں آئیں گی اور سائنس

کے اصولوں پر نہیں اتریں گی ہم اس کو نہیں مانیں گے تحریک عقلیت کے علمبرداروں کو عقلیت پرست کہا جانے لگا۔

(۸) تحریک تجدد و تحریک احیاء کا دور، تحریک عقلیت کا ردعمل دو طرح سامنے آیا۔ پہلا کچھ لوگوں نے تحریک عقلیت کے زیر اثر مذہب میں تبدیلیوں کو اصولی طور پر تسلیم کر لیا۔ اور بائبل کے نظریات کو جدید بنانے کی کوشش کی اس تحریک کو تحریک تجدد کہا جاتا ہے۔ دوسرا ردعمل مذہبی طبقے کی جانب سے سامنے آیا جنہوں نے اس تحریک کے جواب میں خالص رُدمن کیتھولک مذہب کی بحالی اور اس کے احیاء کی تحریک شروع کی اس تحریک نے کچھ لوگوں کو دوبارہ مذہب کی طرف لوٹایا، مگر مجموعی طور پر یہ تحریک کوئی خاص تاثر قائم نہ کر سکی۔ اٹھارہویں، انیسویں، بیسویں صدی میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دونوں فرقوں نے یورپ کی استعماری طاقتوں کے ساتھ مل کر دنیا میں عیسائیت کی ترویج و اشاعت میں بڑا سرگرم حصہ لیا، فی الوقت عیسائیوں نے اپنے وسائل سے فائدہ اٹھا کر ترقی پذیر تیسری دنیا کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہے، ان میں مشنری اسکولوں اور مشنری، اداروں کا جال پھیلا رکھا ہے جن کو ان کے مرکزوں سے مالی امداد سمیت ہر قسم کے فوائد حاصل ہو رہے ہیں، اسی طرح علمی تکنیکی تربیت کے بہانے ان ممالک میں عیسائیت کی ترویج و اشاعت جاری ہے۔ جس کی وجہ سے اب پھر ضرورت ہے کہ عیسائیت کا علمی محاسبہ کیا جائے اور بتلایا جائے کہ حضرت عیسیٰ کی لائی ہوئی عیسائیت کی حقیقت انجیل کی روشنی میں کیا ہے۔ اور کلیسا کی عیسائیت انجیلی

عیسائیت سے کس طرح یکسر مختلف ہو گئی ہے۔ اس میں کیسی کیسی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ لوگوں نے کس طرح اس میں تحریف کر رکھی ہے، اسیطرح ان کتابوں کا علمی جائزہ لیا جائے اور ان کا محاسبہ کیا جائے جن کتابوں پر بطور ماخذ کلیسا کو اعتماد و اطمینان ہے، اس طرح یہ محاضرہ اصالتاً دو حصوں میں منقسم ہوگا۔

پہلا حصہ اس میں انجیلی عیسائیت کا بیان ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ عیسائیت کا سب سے مستند ترین ماخذ قرآن شریف اس کے ذریعہ اس کا تقابل بھی کیا جائے گا۔ اور دوسرا حصہ اس میں کلیسا کی عیسائیت، اس کے معتقدات، عبادات و رسوم، اسی طرح کلیسا کی نظر میں جو کتابیں مقدس اور مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کا جائزہ لے کر ان کی علمی حیثیت کو بھی واضح کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن شریف سے تقابل کر کے انکی تحریفات وتلبیسات کو ذکر کیا جائے گا۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بنی اسرائیل کی سیاسی حالت

بابل کی اسیری کے بعد بنی اسرائیل کی کوئی خود مختار حکومت نہیں قائم ہو سکی بلکہ بابل کی اسیری سے رہائی کے بعد حکومت فارس کی نگرانی میں حکمران مقرر ہوتے تھے اور انہی کے حکم سے معزول بھی ہوتے۔ بس اتنی سہولت تھی کہ ان کا والی یہودہی سے منتخب ہوتا تھا۔ بلکہ خاص بیت المقدس کے رہنے والے کا انتخاب ہوتا تھا۔ اور جو حاکم مقرر ہوتا۔ وہی انکا پیشوا بھی ہوا کرتا تھا۔ سکندر اعظم نے جب دارا اصغر کو شکست دیا۔ تو یہودی صوبہ سکندر اعظم کی ماتحتی میں آگیا اور سکندر کے مرنے کے بعد اس کی ساری مملکت ان کے سپہ سالاروں میں تقسیم ہوئی۔ شام کا علاقہ ایک سپہ سالار کے اور مصر کا علاقہ دوسرے سپہ سالار کے قبضہ میں آیا۔ اور ابھی ان کی سرحدیں متعین نہیں تھیں اس لئے ان میں باہم خونریزی ہوا کرتی تھی۔ جس کی وجہ سے بیت المقدس کبھی مصر کے ماتحت ہو گیا۔ تو کبھی شام کے اخیر میں شام کے علاقہ کے سپہ سالار کے قبضہ میں آگیا تو ان میں ایک سپہ سالار انتی اوخس چہارم جو اپی فانس کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے زمانے میں یہودیوں پر بہت زیادہ ظلم و جور ہوا جس سے مجبور ہو کر مکابی خاندان میدان میں آیا۔ اور آزادی کی بہادرانہ جنگ لڑی

اور بالآخر یہود کی ایک مستقل حکومت قائم کرنے میں وہ خاندان کامیاب ہو گیا مگر ان کی حکومت کو زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ اس خاندان کے سرداروں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی، جس سے یہ خاندان تباہ ہو گیا، ادھر رومیوں کا عروج ہو رہا تھا اور ان کا عمل دخل برابر فلسطین پر بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ انہی کی تجویز و حمایت سے کوئی حاکم بن سکتا تھا۔ کچھ دنوں بعد رومیوں نے ہیرڈو کو یہود کا بادشاہ مقرر کیا اس نے مکابی خاندان کا خاتمہ کر دیا، اور نئے شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی، جس کا پہلا بادشاہ خود ہوا۔ وہ بڑا ظالم مزاج اور عیاش طبع تھا۔ ظاہری شان و شوکت کی وجہ سے اعظم کا خطاب حاصل کیا۔ اس نے بیت المقدس کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے اور بھی بہت سارے کام کئے۔ اور اپنے آپ کو یونانی مائل یہودی ثابت کرنے کی غرض سے یونانی طرز کی کئی ایک بستیاں تعمیر کیں بیت المقدس کے آس پاس تماشا گاہ اور تھیٹر بنوائے اور کئی شہروں میں مندر بنوائے جس کی وجہ سے یہودی اس سے ناخوش تھے، اس کے بارے میں ان کا گمان تھا کہ یہ فقط دکھانے کے لئے اپنے آپ کو شریعتِ موسوی کا پابند ثابت کرتا ہے، ورنہ حقیقت میں وہ بت پرست ہو گیا ہے۔

ہرڈو اعظم کے آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، ہرڈو کا ۴ھ میں انتقال ہوا جبکہ حضرت عیسیٰؑ کی عمر آٹھ سال کی رہی ہو گی۔ اس لئے کہ موجودہ سنہ عیسوی میں غلطی سے اس سن کا حساب اس وقت سے شروع کیا گیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر چار سال کی ہو چکی تھی۔ ہرڈو اعظم نے ایک وصیت نامہ کے ذریعہ ملک کو اپنے تین لڑکوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ قیصر روم اوگوسٹس نے اس کی وصیت کے مطابق

فیصلہ کر دیا۔ ارکابیوس یہودیہ اور سامریہ کا حاکم ہوا۔ انطی پاس جلیل وغیرہ کا حاکم ہوا۔ فلپ یردن پار کے علاقہ کا حاکم ہوا۔ ارکابیوس جو یہودیہ اور سامریہ کا بادشاہ تھا۔ نو برس حکومت کرنے پایا تھا۔ کہ اس کے خلاف الزامات پر روم میں مقدمہ چلا۔ اور اس کو جلاوطن کر کے فرانس کے کسی علاقہ میں بھیج دیا گیا اور اب بیت المقدس اور یہودیہ کا پورا علاقہ براہ راست رومی حکومت کے ماتحت ہو گیا۔ اور اس کے انتظام کے لئے رومی کلکٹر مقرر کیا گیا۔ قیصر روم اوگوستس کے زمانے میں جلد جلد کلکٹر بدلتے رہے اس کے بعد قیصر طبریوس ہوا اس کی مدت حکومت میں کل دو کلکٹر ہوئے، دوسرا کلکٹر پونطیوس جس کو پلاطیس بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ ؑ کے سولی دینے کا واقعہ جیسا کہ انجیل میں مذکور ہے۔ اسی کلکٹر کے زمانے میں پیش آیا۔ قیصر اوگوستس نے جس وقت بیت المقدس ارض یہودا اور سامریہ کے علاقہ کو براہ راست رومی حکومت کے ماتحت کر دیا۔ تو یہودیوں کے جوش وخروش کو کم کرنے کے لئے مجلس صنہادرین جو بنی اسرائیل میں عرصہ دراز سے قائم تھی۔ اس کو باقاعدہ کچھ اختیارات دیگر دوبارہ جاری کر دیا۔ مذہبی معاملات میں اسی کونسل کا فیصلہ نافذ ہوتا تھا۔ اور انتظامی امور کی نگہداشت رومی والی کرتا تھا۔ اس کونسل کے ارکان کی تعداد اکہتر ہوتی تھی جس میں ہر طرح کے ارکان ہوتے، کچھ علماء و احبار ہوتے، کچھ بنی لاوی کے ہوتے، اور کچھ قوم کے سربراہ لوگ ہوتے۔

بنی اسرائیل کی مذہبی حالت

بنی اسرائیل میں اجتماعی انفرادی ہر قسم کے عیوب پیدا ہو گئے تھے وہ لوگ اعتقاد، اعمال دونوں طرح کی گمراہی کے شکار تھے۔ جھوٹ، فریب، بغض، حسد، جیسی بداخلاقیوں پر شرمسار ہونے کے بجائے اس پر فخر

کرتے تھے۔ علماء و احبار دنیا کے حد سے زیادہ حریص تھے، عوام سے نذر و نیاز حاصل کرنے کے لئے حرام کو حلال، حلال کو حرام بنانے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ شریعت موسویہ کے ساتھ بہت سی جدید رسموں کو بڑھا دیا تھا دین محض ایک رسم اور دکھاوا رہ گیا تھا، جو لوگ ساری شریعت کے ماننے سے قاصر تھے۔ ان کے لئے طرح طرح کے کفارے تجویز کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو ملامت کرتے ہوئے کہا۔ کہ یسعیاہ نبی نے تم ریاکاروں کے حق میں کیا خوب نبوت کی جیسا کہ لکھا ہے۔ یہ امت منہ سے تو میری تعظیم کرتی ہے۔ لیکن ان کے دل مجھ سے دور ہیں اور بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں، کیوں کہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔ تم خدا کے حکم کو ترک کر کے آدمیوں کی روایت کو قائم کرتے ہو۔ اور ان سے کہا کہ تم اپنی روایت کو ماننے کے لئے خدا کے حکم کو بالکل رد کر دیتے ہو، کیونکہ موسیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ کی اور اپنی ماں کی عزت کرو اور جو کوئی ماں و باپ کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے لیکن تم کہتے ہو اگر کوئی ماں باپ سے کہے کہ جو چیز تجھے مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا ہے وہ قربان یعنی خدا کی نذر ہو چکی ہے۔ تو اسے ماں باپ کی کچھ مدد نہیں کرنے دیتے ہو۔ یوں تم خدا کے کلام کو اپنی روایت سے باطل کرتے ہو، اور ایسے بہتیرے کام کرتے ہو۔

(مرقس . باب ۷ ، ۵ تا ۹) (متی باب ۱۵ ، ۴ تا ۹)

مسیح کا انتظار

جس صدی میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے، مکابی حکومت کے قیام سے ایک طرح کی امید ہو گئی تھی کہ شاید بنی اسرائیل کی عظمت رفتہ لوٹ آئے، مگر بہت جلد ان میں خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے خانہ جنگی شروع ہو گئی اور ملک میں ہر طرح کی ابتری و

بدامنی پھیل گئی، اور ان کی امیدیں مایوسی سے بدل گئیں۔ اسی لئے من جانب اللہ قائم شدہ حکومت کا خیال یعنی مسیح کی بادشاہت کا تصور زیادہ زور پکڑنے لگا اور اس کے ظہور کے لئے آرزو کرنے لگے، اور دعائیں کرتے حضرت یحییٰ نے جب بپتسمہ دینا شروع کیا۔ تو یہودیوں کی ایک بھیڑ جمع ہو گئی۔ بیت المقدس کے یہودی و لاوی ان کے پاس پہونچے کہ شاید یہ مسیح ہو۔

انجیل یوحنا میں ہے کہ لاوی و کاہن بیت المقدس سے پوچھنے آئے کہ کیا تو مسیح ہے۔ یا کون ہے۔ تو اس نے اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں، (باب ۱ ۱۹ تا ۲۰)

اس سے جہاں قوم میں مسیح کے استقبال کا جوش پیدا ہو رہا تھا۔ وہاں بہتوں کے دل میں خود مسیح بن جانے کی بھی خواہش جوش مارنے لگی ایسے بہت لوگ ظاہر ہونے لگے جو مسیحیت کے دعویدار ہوئے اور رومی فوجوں سے مقابلہ کر کے شکست کھاتے اور قتل ہوتے تھے۔

حضرت عیسیٰ ؑ کی تاریخ کا ماخذ

حضرت عیسیٰ ؑ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کسی امی قوم میں نہیں پیدا ہوئے تھے۔ اور نہ ایسے ملک میں جہاں تصنیف و تالیف کا رواج نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ ؑ کا مولد تو تہذیب و تمدن علم و فضل کا مرکز تھا۔ جو مورخین آپ کے حالات لکھ سکتے تھے۔ وہ رومی بھی ہو سکتے ہیں۔ جو ان دنوں بہت کثرت سے ارضِ یہودا اور بیت المقدس میں تھے اور خود یہودی قوم جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، اس لئے کہ ان میں بھی قدیم زمانے سے تاریخ نویسی کا رواج تھا۔ اور وہ عیسائی بھی آپ کی تاریخ پر قلم اٹھا سکتے تھے۔ جو حضرت

عیسیٰؑ پر ایمان لائے، اور ان کی انجیل کو دیکھا اور حضرت عیسیٰؑ کی تقریروں کو سنا، اور ان کے ساتھ دعوت و تبلیغ میں شریک رہے ان سب کے بعد قرآن جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور اس کی علمی حیثیت غیروں کے حلقہ میں بھی مسلم ہے قرآن کی تاریخیت اور اس کا اسناد اس کا تسلسل و تواتر ہر منصف آدمی کو مجبور کرتا ہے کہ وہ کہے کہ موجودہ قرآن وہی قرآن ہے۔ جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کرتے تھے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نہ رومی مؤرخین نے اس سلسلہ میں کچھ لکھا اور نہ یہودیوں نے آپ کی تاریخ قلم بند کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خود ان پر نازل شدہ کتاب انجیل میں کچھ معلومات مل سکتی تھیں مگر بدنصیبی کی بات ہے کہ حضرت عیسیٰؑ پر نازل شدہ انجیل ضائع ہو چکی ہے اس کا کوئی اثر و نشان نہیں ملتا ہے، اور اس کا گمشدہ ہونا موافق و مخالف سب کا متفقہ قول ہے۔

رہے عیسائی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہو تو اس کو عیسائی لوگ مذہبی اعتبار سے دو قسموں پر منقسم کرتے ہیں، ایک جس کو کلیسا نے مستند قرار دیا ہے اور وہ بھی چار انجیل ہیں۔ انجیل متی۔ انجیل لوقا۔ انجیل مرقس۔ انجیل یوحنا۔ اور رسولوں کے خطوط۔ دوسری قسم جس کو کلیسا نے رد کر دیا اور اس کو غیر مستند قرار دیا۔ مسترد شدہ انجیلیں ان کی مقدار بھی خاصی ہے، مگر مسترد شدہ اناجیل کمیاب ہیں، اس لئے کہ ان کتابوں کا پڑھنا کلیسا کی طرف سے ممنوع تھا۔ پھر بھی آج کے دور میں انہیں سے بہت سی انجیلوں کا پتہ چلا ہے اردو زبان میں ان میں سے بعض انجیل کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ اور ان کی تعلیمات کا سب سے مستند ماخذ قرآن مجید ہے، اس لئے کہ قرآن کی طرح کوئی آسمانی

کتاب ہو یا انسانی کتاب ایسی موجود نہیں ہے۔ جس کا علمی مقام اس طرح اور اتنے عرصہ تک قائم و باقی ہو کہ اس کے حروف و رسم الخط و اختلافِ قرأت تک محفوظ ہوں، حضرت عیسیٰ کی تاریخ اور ان کی تعلیمات کو انہی ماخذوں سے ترتیب دیا جائیگا۔

حضرت عیسیٰ ؑ کی پیدائش

حضرت عیسیٰ ؑ کی شخصیت ہی موجودہ عیسائیت کی بنیادی اینٹ ہے۔ اور خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کی پیدائش کے واقعہ کو انجیل نے بھی بیان کیا ہے، اور قرآن نے بھی ہم دونوں کے بیان کو نقل کریں گے۔ تاکہ قاری خود موازنہ کرکے فیصلہ کرے کہ کس کا بیان قرینِ عقل و قیاس ہے۔

دنیا میں ولادت کا معروف طریقہ

حضرت آدم ؑ سے ابتک معروف و مشہور طریقہ یہی رہا ہے کہ میاں بیوی کی مواصلت سے اولاد پیدا ہوتی رہی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کاملہ کا اظہار مقصود ہوا کہ اللہ قادر مطلق فعالٌ لما یشاء ہے اس دنیا میں سبب و مسبب کا جو سلسلہ قائم ہے وہ خدا کا بنایا ہوا ہے۔ چیزوں کا وجود و ظہور اس کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے علت سے معلول سبب سے مسبب کا وجود از خود نہیں ہوتا ہے۔
بلکہ جب اس کے ساتھ ارادۂ خداوندی متعلق ہوتا ہے اس وقت اسکا وجود ہوتا ہے خود خدا کسی علت و سبب کا پابند نہیں ہے، ایسی قوم جس پر مادی اسباب اور ایسے فلسفہ کا غلبہ تھا۔ جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے فاعل بالایجاب پر تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ سے مخلوقات کا ظہور و صدور بلا اختیار اسی طرح ہوتا ہے

جیسے علت سے معلول کا وجود ہوتا ہے، ایسی قوم میں حضرت عیسیٰ ؑ کو اس طرح پیدا کر کے اپنی قدرت وارادہ کا اعلان مقصود تھا کہ وہ ذات قادر مطلق ہے۔ فعال لما یشاء ہے۔ اسباب عادیہ کی محکوم نہیں ہے اس کے ساتھ ہی اسرائیل نے توریت کے اس حصہ کو ضائع کر دیا تھا۔ جس میں آخرت، جنت وجہنم، حساب وکتاب کا ذکر تھا جس کی وجہ سے انسان ان کی نظر میں صرف جسم کا نام تھا۔ جسم کے علاوہ روح کوئی الگ شئی نہیں ہے بلکہ یہود روح کو جانتے ہی نہ تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس طرح پیدائش عالم ارواح کا بھی اعلان واظہار تھا۔ وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ (انبیاء ۹۱)

حضرت عیسیٰ ؑ کی اس طرح پیدائش کے تذکرہ میں فطری طور پر واقع کی ترتیب میں پہلے حضرت عیسیٰ ؑ کی ماں کا تذکرہ آنا چاہیئے، جس میں ان کی عفت وعصمت کا غیر معمولی تذکرہ ہو۔ تاکہ شک وشبہ کرنے والوں کے شکوک ختم ہو سکیں۔ اور ہدایت حاصل کرنے والوں کے لئے راستہ صاف وہموار رہے اور اس کے ساتھ کچھ ایسی بھی نشانی ہو تاکہ جو حضرت مریم ؑ کے حال کو جاننے والے ہوں، یا ناواقف ہوں سب کے شکوک وشبہات کا قلع قمع کر سکے۔ ویسے بھی حالات سے واقف آدمی کے سامنے اچانک جب ایسا حادثہ پیش آتا ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی ہے تو ایسے وقت آدمی ایک طرح حواس باختہ ہو جاتا ہے۔ ماضی وحال میں موازنہ ومقابلہ نہیں کر پاتا ہے۔ اس کا بھی تقاضا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی نشانی ہو۔ کہ جس کے بعد ان کی ماضی کی زندگی نظروں میں آجائے، اور اس کا ذہن ہر طرح کے شکوک وشبہات سے صاف ہو جائے۔

حضرت مریمؑ کی پیدائش
قرآن کا بیان

حضرت مریمؑ کی ماں نے محسوس کیا۔ کہ وہ حاملہ ہیں تو انہوں نے نذر مان لی کہ جو بچہ پیدا ہوگا اس کو ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کر دونگی، جب مدت حمل پوری ہوئی۔ اور ولادت ہوگئی۔۔۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی ہے، ان کے لئے یہ لڑکی لڑکے سے کسی طرح کم نہیں تھی۔ مگر ان کو افسوس ضرور ہوا کہ میں نے جو نذر مانی ہے کیسے پوری ہوگی۔ لڑکی ہیکل کی خدمت کیسے کرے گی۔ اللہ تعالےٰ نے یہ کہہ کر ان کے افسوس کو ختم کر دیا کہ ہم نے تیری لڑکی ہی کو اس کیلئے قبول کر لیا ہے۔ حضرت مریم کی ماں نے ان کا نام مریم رکھا۔

مقدس ہیکل کی یہ امانت کس کے حوالے کی جائے اس میں کاہنوں کے درمیان اختلاف ہوا۔ ہر ایک اس کا امیدوار تھا۔ کہ حضرت مریم میری کفالت میں رہیں۔ آخر میں قرعہ اندازی کے ذریعہ فیصلہ ہوا اور حضرت زکریاؑ کے نام قرعہ نکلا۔ جو رشتہ میں اُن کے خالو ہوتے ہیں۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَةُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ. وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا، آل عمران ۳۶

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ - (آل عمران ۴۴)

حضرت مریم حضرت زکریاؑ کی کفالت و نگرانی میں رہنے لگیں ان کیلئے ہیکل سے متصل ایک کمرہ مخصوص کر دیا گیا تاکہ وہ اس میں رہ کر خدا کی عبادت میں مشغول رہا کریں۔ حضرت زکریا علیہ السلام ضروری نگہداشت کے سلسلہ میں کبھی ان کے حجرے میں جاتے تو ان کو عجیب باتیں نظر آتیں کہ بے موسم کا پھل اور کھانے پینے کی چیزیں دیکھیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے سوال کیا کہ یہ کہاں سے آیا ہے حضرت مریم نے کہا " میرے خدا کا فضل و کرم ہے وہ جس کو چاہتا ہے بے گماں رزق دیتا ہے، حضرت مریم نے مقدس ہیکل میں ایسی پاک صاف زندگی بسر کی کہ مقدس ہیکل کے سب سے مقدس مجاور حضرت زکریا بھی ان کے زہد و تقویٰ سے بیحد متائثر ہوئے۔ حضرت مریم پر جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھیں اسی وقت سے عبادت زہد و تقویٰ و طہارت کا سایہ رہا۔ یہاں تک کہ ان کا تقویٰ زہد و طہارت لوگوں کے درمیان معروف و مشہور ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ بالغہ ہو گئیں۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا - قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ آل عمران ۳۷ إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ، آل عمران ۴۲

حضرت مریم کے حالات سے چاروں انجیل خاموش ہیں، البتہ مسترد انجیل میں سے انجیل پیدائش مریم میں ان کا تذکرہ ہے۔

انجیل پیدائش مریم

باب اول میں ہے کہ مریم داؤد کی شاہی نسل اور خاندان کی شہر ناصرہ میں پیدا ہوئیں اور یروشلم میں خدا کے بیت المقدس میں پرورش پائی تھیں اس کے باپ کا نام جوسیم تھا۔ اور ماں کا نام حنہ تھا۔ اور اس کے باپ کا خاندان فریۂ ناصرہ ضلع گلیلی میں تھا۔ اور اس کی ماں شہر بیت لحم کے خاندان سے تھی۔ بیس سال تک میاں بیوی عفت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے اور ان کے کوئی لڑکا لڑکی پیدا نہ ہوئی۔ تب انھوں نے ایک منت مانی کہ خدا اگر ان کو بچہ عطا کرے۔ تو اس کو خدا کی منت کے لئے نذر چڑھائیں گے اس کے لئے ہر سال عید کے موقع پر بیت المقدس جایا کرتے تھے، باب سوم میں ذکر ہے کہ خدا کا فرشتہ اطلاع دینے کے لئے آیا کہ تیری دعا سنی گئی باب چہارم میں ذکر ہے کہ اس کے بعد وہی فرشتہ جوسیم کی بیوی حنہ پر ظاہر ہوا۔ میاں بیوی دونوں کو جو خوشخبری دی گئی ہے اس میں ذکر ہے کہ تمہارے ایک لڑکی پیدا ہوگی۔ جس کا نام مریم ہوگا۔ حتیٰ کہ اس میں مریم سے یسوع کے پیدا ہونے کا بھی ذکر ہے، باب پنجم میں مریم کی پیدائش کا ذکر ہے، باب ششم میں ذکر ہے کہ حضرت مریم جب تین سال کی ہوگئیں تب ان کو بیت المقدس لے گئے۔ والدین نے حضرت مریم کو پہلی سیڑھی پر بٹھا دیا۔ حضرت مریم بغیر کسی دوسرے کی رہنمائی اور مدد کے ایک ایک کر کے سب سیڑھیاں چڑھ گئیں۔ میاں بیوی نے شریعت کے دستور کے مطابق قربانی کر کے اور منت پوری کر کے لڑکی کو بیت المقدس کے اندر اور دوسری کنواری لڑکیوں کے ساتھ پرورش پانے کے لئے داخل کیا اور ماں باپ گھر واپس

چلے گئے۔ اور اس کے باب ہفتم میں ہے کہ خدا نے اس کی خبر داری کی اور روز فرشتے اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور اس کو عالم غیب کے اسرار دکھائی دیتے تھے۔ جس کے باعث وہ ہر ایک برائی سے محفوظ رہی۔ جب ان کی عمر چودہ سال کی ہوئی۔ تب امام نے اعلان کیا کہ تمام باکرہ لڑکیاں جو بیت المقدس میں پرورش پا رہی ہیں اپنے اپنے گھروں کو چلی جائیں، دوسری لڑکیاں انھوں نے خوشی خوشی اس حکم کی تعمیل کی۔ مریم نے اس حکم کی تعمیل سے عذر کیا کہ میرے والدین نے خدا کی خدمت کے لئے مجھکو نذر کر دیا ہے میں اس عہد کو توڑنا نہیں چاہتی۔ پھر مریم کے نکاح کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد مریم اپنے گھر آ گئیں۔ اس کے بعد باب نہم میں مریم کے حاملہ ہونے کا ذکر ہے۔ اور فرشتہ کی آمد کا ذکر ہے۔ باب دہم میں یوسف کے ساتھ یہودیہ سے گلیلی آنے کا ذکر ہے، اسی طرح مریم کے حاملہ ہونے کا اور جب یوسف کو مریم کے حاملہ ہونے کا علم ہوا تو اس کو اضطراب و خلجان ہوا۔ تو اور انجیلوں کی طرح سے ذکر ہے کہ فرشتے نے خواب میں آکر ان سب باتوں کو بتلا دیا، اسی طرح مریم کی پیدائش کا ذکر انجیل مقدم میں بھی ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السّلام کی پیدائش کا ذکر قرآن میں

حضرت زکریاؑ ضروری نگہداشت کے سلسلہ میں کبھی کبھی حضرت مریم کے حجرہ میں تشریف لے جاتے اور حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل دیکھتے اور پوچھتے کہ یہ بے موسم کا پھل کہاں سے آگیا تو حضرت مریم کہتیں یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تو حضرت زکریاؑ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ

جس خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ پھل بے موسم پیدا کر دیئے ہیں، کیا وہ میرے بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود مجھکو بے موسم پھل یعنی بیٹا نہیں عطا کرسکتا ہے، یہ سوچ کرانہوں نے بارگاہ ربانی میں دعا کی اور اس دعا کو اللہ نے شرف قبولیت بخشا۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (آل عمران)

قرآن نے حضرت یحییٰ کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے ان کو عیسیٰ کا منادبتلایا ہے، مصدقا بکلمۃ اللہ چاروں انجیلوں میں سے صرف لوقا کی انجیل میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے تذکرہ سے پہلے حضرت یحییٰ کی پیدائش کا تذکرہ ہے مگر قرآن کی بیان کردہ تفصیل سے تھوڑے فرق کے ساتھ مذکور ہے، اور تینوں انجیل اس واقعہ کے بیان سے خاموش ہیں۔

جب وہ خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پر کہانت کا کام انجام دیتا تھا۔ خوشبو کے مذبح کے داہنی طرف ایک فرشتہ کھڑا دکھائی دیا، اس نے خوشخبری دی کہ تیری دعا سن لی گئی۔ اور تیرے لئے تیری بیوی الیشبع کے بیٹا ہوگا۔ تو اس کا نام یوحنا رکھنا پھر اس لڑکے کچھ اوصاف بیان کی۔ زکریا نے فرشتہ سے کہا میں کیسے جانوں میں تو بوڑھا ہوں اور میری بیوی عمر رسیدہ ہے، فرشتے نے اس سے جواب میں کہا، کہ میں جبرئیل ہوں، خدا

کی طرف سے بھیجا گیا ہوں، کہ تم کو ان باتوں کی خوشخبری دوں اور دیکھ جس دن تک یہ باتیں واقع نہ ہوں گی تو بول نہ سکے گا۔ اس دن سے وہ اشارہ ہی کرتا رہا۔ اور گونگا رہا اس کی بیوی حاملہ ہوئی۔ پانچ مہینے تک اس نے اپنے حمل کو چھپائے رکھا۔ (لوقا۔ باب ۱)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر قرآن میں،

حضرت مریم اپنی خلوت کدہ میں مشغول عبادت رہتی تھیں ایک مرتبہ کسی ضرورت سے شرقی جانب کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھی تھیں کہ خدا کا فرشتہ جبریئل انسانی شکل میں بے حجابانہ ان کے سامنے ظاہر ہوا ایک اجنبی شخص کے اس طرح بے حجابانہ سامنے آنے سے حضرت مریم گھبرا گئیں اور کہا کہ اگر تجھ میں کچھ بھی خوف خدا ہے، تو اس خدا کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ چاہتی ہوں، فرشتہ نے کہا اے مریم خوف نہ کھاؤ، میں انسان نہیں ہوں بلکہ خدا کا فرستادہ فرشتہ ہوں، تجھ کو لڑکے کی بشارت دینے کے لئے آیا ہوں، حضرت مریم نے یہ سنکر از راہ تعجب کہا۔ میرے لڑکا کیسے ہوگا۔ جبکہ مجھکو آج تک کسی شخص نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اس لئے کہ میں نے نکاح نہیں کیا ہے۔ اور نہ ہی میں زانیہ ہوں، فرشتہ نے جواب دیا میں خدا کا فرستادہ ہوں، اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اس لئے ایسا کروں گا کہ تجھکو اور تیرے لڑکے کو دنیا والوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کا نشان بناؤں۔ اور لڑکا میری جانب سے رحمت ثابت ہوگا۔ اور یہ میرا فیصلہ اٹل ہے۔ مریم! اللہ تعالیٰ تجھکو ایسے لڑکے کی بشارت دیتا ہے جو اس کا کلمہ ہوگا۔ اس کا لقب مسیح اور نام عیسیٰ ہوگا

اور وہ دنیا و آخرت میں باوجاہت ہوگا۔ اور خدا کے مقربین میں سے ہوگا اور وہ اللہ کی نشانی کے طور پر ماں کی گود میں لوگوں سے گفتگو کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل عطا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل کی جانب رسول ہوگا۔ یہ سب کچھ اس لئے ضرور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا قانونِ قدرت یہ ہے۔ کہ جب کسی چیز کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو محض اس کا ارادہ اور حکم ہوتا ہے ہو جا۔ تو وہ شیٔ نیست سے ہست ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایسا ہو کر رہے گا۔ اور فرشتہ کے ذریعہ یا براہ راست پھونک ماردی اور استقرار حمل ہوگیا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا۔ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا۔ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا۔ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔ (مریم ع۲ ۱۶ تا ۲۱)

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ۔ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ۔ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ (آل عمران ع۵ ۴۵ تا ۴۸)

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ

رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ (التحریم ۱۲)

حضرت مریم کا حاملہ ہونا انجیل مرقس و انجیل یوحنا اس کے تذکرے سے بالکل خاموش ہیں۔ انجیل متی و لوقا میں اس کا تذکرہ ہے، انجیل لوقا میں باب ۱۔

یسوع کے پیدا ہونے کی پیشن گوئی۔ چھٹے مہینے (حضرت زکریا کی بیوی کے حمل کے) جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرہ تھا۔ ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی۔ اور اس کنواری کا نام مریم تھا۔ اور فرشتے نے اس کے پاس اندر آکے کہا سلام تجھ پر جس پر فضل ہوا ہے، خداوند تیرے ساتھ ہے۔ وہ اس کلام سے گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے فرشتہ نے اس سے کہا اے مریم خوف نہ کر کیوں کہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی۔ اس کا نام یسوع رکھنا وہ بزرگ ہوگا اور خدائے تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا۔ وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا۔ اور اس کی بادشاہت کا آخر نہ ہوگا۔ مریم نے فرشتے سے کہا۔ یہ کیوں کر ہوگا اس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی، اور فرشتے نے جواب میں اس سے کہا۔ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا۔ اور خدائے تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔ اور اس سبب سے پاکیزہ جو پیدا ہونیوالا ہے۔ خدا کا بیٹا کہلائے گا اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے۔ اب اس کو جو بانجھ کہلاتی تھی۔ چھٹا مہینہ ہے۔

کیوں کہ جو قول خدا کی طرف سے ہے وہ ہرگز بے تاثیر نہ ہوگا۔
انجیل متی باب ۱ میں ہے یسوع کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی۔ تو ان کے اکھٹے ہونے سے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔ پس اس کے شوہر نے جو راست باز تھا اور اسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا۔ چپکے سے اس کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وہ ان باتوں کو سوچ رہا تھا۔ کہ خداوند کے فرشتے نے اسے خواب میں دکھائی دیکر کہا۔ اے یوسف۔ ا۔ اپنی بیوی مریم کو اپنے یہاں لانے سے مت ڈر، کیوں کہ جو اس کے پیٹ میں ہے۔ وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ وہ بیٹا جنے گی۔ اور تو اس کا نام یسوع رکھنا کیوں کہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دیگا یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا۔ جیسا خداوند کے فرشتے نے اسے حکم دیا تھا۔ اور اپنی بیوی کو اپنے یہاں لے آیا۔ اور اس کو نہ جانا جب تک اس کے بیٹا نہ ہوا۔ اس کا نام یسوع رکھا۔
انجیل لوقا میں ہے حضرت مریم حاملہ ہونے کے بعد حضرت زکریا کی بیوی الیشبع کے یہاں گئیں۔ اور ان کو سلام کیا۔ جوں ہی مریم کا سلام سنا تو ایسا ہوا کہ بچہ اس کے رحم میں اچھل پڑا۔ اور الیشبع روح القدس سے بھر گئی۔ اور بلند آواز سے پکار کر کہنے لگی۔ کہ تو عورتوں میں مبارک اور تیرے رحم کا پھل مبارک۔ اور مجھ پر یہ فضل کہاں سے ہوا، کہ میرے خداوند کی ماں میرے پاس آئی، کیوں کہ دیکھ جوں ہی تیرے سلام کی آواز میرے کان میں پڑی، بچہ مارے خوشی کے میرے رحم میں اچھل پڑا اور مبارک ہے جو ایمان لائے، کیوں کہ جو باتیں خداوند کی طرف سے اس سے

کہی گئیں تھیں۔ وہ پوری ہوں گی۔ حضرت مریم تین مہینہ کے قریب اس کے ساتھ رہ کر اپنے گھر لوٹ گئیں۔

وضع حمل

وضع حمل و ولادت، قرآن میں

حضرت مریم نے جب خود کو حاملہ محسوس کیا تو بتقاضائے بشریت ان پر اضطراری کیفیت طاری ہوگئی۔ اور مدت حمل ختم ہونے کے قریب یہ صورت شدید تر ہوگئی انہوں نے سوچا کہ یہ واقعہ قوم کے اندر رہ کر پیش آیا تو قوم کو چوں کہ حقیقت حال کا پتہ نہیں ہے۔ اس لئے لوگ نہ معلوم کس کس طرح بدنام کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ لوگوں سے دور کسی جگہ چلے جانا چاہیئے اور یہ سوچ کر ایک ٹیلہ پر چلی گئیں۔ جہاں دردزہ شروع ہوا۔ تکلیف و اضطراب کی حالت میں کھجور کے ایک درخت کے نیچے اس کے تنے کے سہارے بیٹھ گئیں پیش آنے والے واقعہ کا اندازہ کرکے انتہائی قلق و اضطراب میں کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی۔ میری ہستی کو لوگ بالکل فراموش کرچکے ہوتے۔ تو اس کے نشیب سے خدا کے فرشتہ نے پکارا کہ مریم غمگین نہ ہو دیکھ تیرے پروردگار نے تیرے نیچے نہر جاری کر رکھی ہے۔ اور اس کھجور کے درخت کا تنہ پکڑ کر اپنی جانب ہلاؤ، تو پکے تازہ کھجور کے خوشے تجھ پر گریں گے۔ اس کو کھاؤ پیو۔ اور بچہ کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی کرو رنج و غم بھول جاؤ۔ فرشتہ کی تسلی آمیز پکار اور حضرت عیسیٰ کے نظارے سے وہ اضطراب ختم ہوگیا۔ تاہم یہ خیال ہر وقت کھٹکتا تھا کہ لوگ اگرچہ

میری عصمت و پاکدامنی سے نا آشنا نہیں ہیں پھر بھی اس حیرت کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے کہ بن باپ کے ماں کے پیٹ سے بچہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعہ مریمؑ کو پیغام دیا کہ جب تم اپنی قوم کے پاس پہنچو اور قوم تم سے اس معاملہ میں سوالات کرے تو تم خود کوئی جواب نہ دینا بلکہ تم اشارۃً بتلا دینا کہ میں روزے سے ہوں، اس لئے آج کسی سے بات نہیں کر سکتی ہوں۔ تم کو جو پوچھنا ہے اس بچہ سے پوچھ لو۔ حضرت مریم کو وحی الہٰی سے پورا اطمینان ہو گیا۔ بچہ کو گود میں لے کر گھر آگئیں لوگوں نے مریم کو اس حالت میں دیکھ کر ہر طرف سے گھیر لیا۔ اور کہنے لگے، مریم یہ کیا کیا تم نے بھاری تہمت کا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی نہیں تھا۔ اور تیری ماں بھی بدچلن نہیں تھی۔ مریم نے حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے انتہائی تعجب کے ساتھ کہا بچہ سے ہم کس طرح پوچھ لیں۔ مگر بچہ فوراً بول پڑا ایک شیر خوار بچہ کی زبان سے جب حکیمانہ کلام سُنا تو لوگ حیرت میں پڑ گئے اور سب کو حضرت مریم کی پاکدامنی کا یقین ہو گیا۔ اور اسی طرح اس بات کا بھی یقین ہو گیا کہ بچہ کی پیدائش کا معاملہ بھی یقیناً منجانب اللہ ایک نشانی ہے۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا (التحریم ۱۲) فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ

اِلَیْہَا فَاَتَتْ بِہٖ قَوْمَھَا تَحْمِلُہٗ قَالُوْا یَا مَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا ۔ یَا اُخْتَ ھٰرُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَأَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا۔ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (مریم ۲۲-۳۰) وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّہٗ اٰیَۃً وَّاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ. (المؤمنون ۵۰)

وضع حمل و ولادت مبارک انجیل میں

مریم کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نامی سے ہوئی تھی۔ قیصر روم اوگسٹس نے اپنے زمانے میں اپنی مملکت میں حکم جاری کیا کہ جو جہاں کا باشندہ ہے۔ وہیں پر مردم شماری ہو کر ان کا نام درج رجسٹر ہوگا۔ اس لئے سب لوگ اپنے اپنے وطن گئے۔ تاکہ مردم شماری کے رجسٹر میں اپنا اپنا نام درج کرا سکیں تو یوسف بھی مریم کو لیکر ناصرہ سے اپنے شہر بیت لحم کو گیا۔ سب لوگ اِدھر اُدھر سے اپنے وطن آئے ہوئے تھے۔ اس لئے شہر میں کوئی جگہ نہیں ملی۔ اسی دوران حضرت مریم کو درد زہ شروع ہوا اور حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ انجیل لوقا باب ع۲۔

ان دنوں میں ایسا ہوا کہ قیصر روم اوگسٹس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں گے۔ یہ پہلی اسم نویسی سوریہ کے حاکم کورنیس کے عہد میں ہوئی۔ اور سب لوگ نام لکھوانے کے لئے اپنے اپنے شہر کو گئے۔ پس یوسف بھی گلیل کے شہر ناصرہ سے داؤد کے شہر بیت لحم کو گیا۔ جو یہودیہ میں ہے اس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانہ اور اولاد سے تھا۔ تاکہ اس منگیتر کے ساتھ جو حاملہ تھی۔ نام لکھوائے، تو جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے جننے کا وقت آپہونچا، اور وہ پہلوٹا

بیٹا جنی اور اس کو لپیٹ کر چرنی میں رکھا، کیوں کہ ان کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی۔

انجیل متی باب عـ۱ آیت عـ۱۸ سے قصہ شروع ہوتا ہے کہ مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔ پس اس کے شوہر یوسف نے جو راست باز تھا۔ اور اسے بدنام نہ کرنا چاہتا تھا۔ چپکے سے اس کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ تو خدا کے فرشتہ نے اس کو خواب میں دکھائی دیکر کہا۔ اے یوسف اپنی بیوی مریم کو اپنے یہاں لانے سے نہ ڈر کیوں کہ جو اس کے پیٹ میں ہے، وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ وہ بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام یسوع رکھنا پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا۔ جیسا کہ خداوند کے فرشتہ نے اسے حکم دیا تھا۔ اپنی بیوی کو اپنے یہاں لایا۔ اور اس کو نہ جانا جب وہ بیٹا جنی تو اس کا نام یسوع رکھا۔

فرشتوں کا بشارت دینا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر اس علاقہ کے چرواہوں نے دیکھا کہ فرشتوں کی ایک جماعت خدا کی حمد اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی خوشخبری سنانی جارہی ہے۔ چرواہے بیت لحم آئے۔ اور یوسف و مریم سے ملاقات کی اور بچہ کو چرنی میں پڑا پایا انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا مریم کو بتلادیا۔ اور دوسرے لوگوں کو بتلایا۔ کہ اس لڑکے سے متعلق ہم نے اس طرح کی بات سُنی ہے۔ انجیل لوقا باب عـ۲ میں ہے۔ اسی علاقہ میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلے کی نگہبانی کر رہے تھے اور خداوند کا فرشتہ ان کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ اور خداوند کا جلال

جو ان کے گرد چمکا۔ وہ نہایت ڈر گئے۔ مگر فرشتوں نے ان سے کہا، کہ ڈرو نہیں کیوں کہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں، جو ساری امت کے واسطے ہو گی۔ کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا یعنی مسیح خداوند اور اس کا تمہارے لئے یہ پتہ ہے کہ تم ایک بچہ کو کپڑے میں لپٹا اور چرنی میں پڑا ہوا پاؤ گے۔ اور یکایک اس فرشتہ کے ساتھ آسمانی لشکر کا ایک گروہ خدا کی حمد کرتا اور یہ کہتا ہوا کہ عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر ان آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح۔

جب فرشتے ان کے پاس سے آسمان پر چلے گئے تو ایسا ہوا کہ چرواہوں نے آپس میں کہا آؤ بیت لحم تک چلیں اور یہ بات جو ہوئی ہے، اور جس کی خداوند نے ہمکو خبر دی ہے، دیکھیں، پس انہوں نے جلدی سے جاکر مریم اور یوسف کو دیکھا اور اس بچہ کو چرنی میں پڑا پایا۔ اور انہیں دیکھ کر وہ بات جو اس لڑکے کے حق میں ان سے کہی گئی تھی مشہور کی، اور سب سننے والوں نے ان باتوں پر جو چرواہوں نے ان سے کہی تعجب کیا۔

مگر انجیل متی میں ان سے مختلف قصہ نقل کیا گیا ہے، کہ پورب سے کچھ مجوسی آئے انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک ستارہ دیکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا کوئی بادشاہ پیدا ہوا ہے، ہم اس کو سجدہ کرنے آئے ہیں۔ وہ کہاں ہے، اس وقت بادشاہ ہیرودیس۔۔ تھا۔ ہیرودیس نے اپنے علماء اور فقہاء سے پوچھ کر بتلایا کہ وہ بیت لحم میں ہے۔ اس کی تحقیق کر کے تم لوگ مجھکو بھی بتلاؤ، مجوسی بیت لحم گئے اور مریم سے ملاقات کی اور بچہ کو دیکھا اس کو سجدہ کیا اور کچھ ہدیہ پیش کیا۔ ان کو بذریعہ خواب ہدایت ہوئی کہ ہیرودیس کے پاس جاکے نہ بتلاؤ۔ اس لئے وہ دوسرے

راستے سے اپنے وطن واپس چلے گئے۔ انجیل متی باب ع۲

مجوسیوں کا مشرق سے مسیح کے پاس آنا

دیکھو کئی مجوسی پورب سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے کیوں کہ پورب کا ستارہ دیکھ کر ہم اسے سجدہ کرنے آئے ہیں، یہ سنکر ہیرودیس بادشاہ اور اس کے ساتھ یروشلم کے سب لوگ گھبرا گئے۔ اور اس نے قوم کے سرداروں کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کر کے پوچھا کہ مسیح کی پیدائش کہاں ہونی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ یہودیہ کے بیت لحم میں کیوں کہ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہے کہ اے بیت لحم یہوداہ کے علاقہ میں تو یہوداکے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں ہے کیوں کہ تجھ میں ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔ اس پر ہیرودیس نے مجوسیوں کو چپکے سے بلا کر ان سے تحقیق کیا۔ کہ وہ ستارہ کس وقت دکھائی دیا تھا۔ اور یہ کہہ کر انھیں بیت لحم بھیجا۔ کہ جاکر اس بچہ کی بابت ٹھیک ٹھیک دریافت کرو۔ اور جب وہ ملے تو مجھے بھی خبر دو تاکہ میں بھی آکر اسے سجدہ کروں، وہ بادشاہ کی بات سنکر روانہ ہوئے۔ اور دیکھو جو ستارہ انہوں نے پورب میں دیکھا تھا۔ وہ ان کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ اس جگہ کے اوپر جاکر ٹھہر گیا۔ جہاں وہ بچہ تھا۔ وہ ستارہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور اس گھر میں پہونچکر اس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا۔ اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لوبان اور مر اس کو نذر کیا۔ اور ہیرودیس کے پاس پھر نہ جانے کی ہدایت خواب میں پاکر دوسری راہ سے اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ انتہی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے سلسلہ میں آپنے قرآن کریم میں

ذکر کردہ تفصیلات کا بھی مطالعہ کیا۔ اور انجیل میں درج تفصیلات سے بھی آگاہی حاصل کی۔

چوں کہ حضرت عیسیٰ ع کی ولادت صرف ماں کے ذریعہ ہوئی تھی، اور خدا کی طرف سے معجزانہ صورت میں یعنی باپ کے بغیر پیدائش کی بات حیرت واستعجاب کا سبب تھی۔ اس لئے انجیل میں استعجاب کو دور کرنے کے لئے۔ یوسف سے ان کی منگیتر ہونے کی بات بنائی گئی تاکہ عوامی سطح پر یہ پیدائش حیرت کا سبب نہ رہے البتہ اس صورت میں یہ واقعہ یوسف کے لئے بڑی پریشانی اور اضطراب کا سبب بنتا ہے اس لئے اس کو مطمئن کرنے کے لئے منامی بشارتوں کا سہارا لیا گیا۔

اور انجیل مقدم میں استعجاب دور کرنے کے لئے ایک دوسرا واقعہ نقل کیا ہے، فقیہ اناس کو مریم کے حاملہ ہونے کا علم ہوا تو اس نے جاکر کاہن سے کہا کہ یوسف نے پوشیدہ اس سے تکمیل نکاح کیا۔ اور اس امر کا بنی اسرائیل میں اعلان نہیں کیا۔ کاہن نے بلاکر یہ بات پوچھی۔ یوسف نے کہا کہ میں اس سے پاک ہوں، کاہن نے کہا کہ میں تم دونوں کو لعنت کا پانی پلاؤں گا۔ تاکہ تمہارا گناہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو جائے۔ کاہن نے پانی پلاکر دونوں کو باری باری پہاڑ پر بھیج دیا، مگر وہ دونوں صحیح سلامت واپس آئے۔ اور کوئی گناہ ظاہر نہیں ہوا۔ تو لوگوں کو تعجب ہوا۔ اور کاہن نے کہا۔ جب خدا نے تمہارے گناہ ظاہر نہیں کئے، تو میں بھی تم کو سزا نہیں دیتا ہوں اور اس نے ان کو بری کر دیا۔ (انجیل مقدم باب ۱۵ع ۱۶-)

البتہ انجیل طفولیت باب اول میں لکھا ہے کہ ہم یوسف ربانی کی کتاب یعنی جو مسیح کے زمانے میں زندہ تھا پاتے ہیں کہ مسیح نے اس وقت

بھی کلام کیا تھا جب وہ مہد میں تھا۔ قرآن کریم میں اس حیرت واستعجاب کے ازالہ کے لئے پہلے تو حضرت مریم کا کردار اور ان کی پاکیزگی کا بیان ہے پھر پیدائش کے بعد لوگوں کی طرف سے حیرت واستعجاب کے اظہار پر ازالہ کی یہ صورت بیان کی گئی ہے۔ کہ لوگ پوچھیں گے تو تم اس نومولود کی طرف اشارہ کر دینا۔ پھر نومولود کے بارے میں بتایا گیا کہ ان کو گویائی کی قوت دی گئی۔ اور انہوں نے معجزانہ طور پر جو صفائی دی اس سے سب لوگ مطمئن ہو گئے اور ظاہر ہے کہ قرآن کی ترتیب اور اس کا انداز بیان سب لوگوں کے لئے عقلی طور پر اطمینان بخش ہے۔

حضرت عیسیٰ ع کا ختنہ

جب آٹھ دن ہوئے اور اس کے ختنہ کا وقت آیا تو اس کا نام یسوع رکھا گیا، جو فرشتہ نے اس کے پیٹ میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا۔ (انجیل لوقا باب ع۲)

جب حضرت مریم نفاس سے پاک ہوئیں تو موسوی شریعت کے مطابق کہ سب پہلوٹھے۔ خدا کے لئے مقدس ہوں، یعنی سوختنی قربانی کے لئے برہ ایک سال کا اور خطا کی قربانی کے لئے کبوتر کا بچہ یا قمری جماعت کے خیمہ کے دروازے پر کاہن کے پاس لائے اور وہ اسے خداوند کے سامنے گذارے، اگر برہ لانیکا مقدور نہ ہو۔ تو دو قمریاں یا دو کبوتر کا بچہ ایک سوختنی قربانی کے لئے اور ایک خطا کی قربانی کے لئے لائے۔ جس کی وجہ سے حضرت مریم نے بچہ کو یروشلم میں لاکر دونوں قربانیاں دیں۔ جب حضرت مریم بچہ کو ہیکل میں لائیں۔ تو شمعون نامی ایک شخص نے ان کو گود میں لے کر خدا کی حمد کی

(لوقا باب ع۲ آیت ۲۲ تا ۳۹ میں پوری تفصیل موجود ہے)

حضرت عیسیٰؑ کا لڑکپن

اسی انجیل لوقا باب ۲ آیت ۴۱ تا ۵۲ میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان کے ماں باپ ہر سال عید فسح کے موقعہ پر یروشلم میں لیجایا کرتے تھے، جب وہ بارہ سال کے ہوئے۔ عید کے دستور کے مطابق یروشلم گئے۔ اور ان دنوں کا کام پورا کر کے ان کے ماں باپ گھر واپس آنے لگے۔ تو یہ سمجھ کر کہ قافلہ میں حضرت عیسیٰؑ بھی موجود ہوں گے۔ ایک منزل آگے نکل گئے۔ تب معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ قافلہ میں نہیں ہیں تو ان کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے یروشلم آئے تو دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ ہیکل میں استاذوں کے درمیان بیٹھے ہیں۔ اور ان سے سوال و جواب کر رہے ہیں۔ لوگ حضرت عیسیٰؑ کی باتوں کو سنکر دنگ تھے لوقا کی انجیل کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کا بچپن اپنے وطن میں گذرا اور ان کی ماں ان کو لیکر کسی اور ملک میں نہیں گئیں، مگر متی کی انجیل میں اس کے بالکل برعکس قصہ نقل کیا ہے۔ جب مجوسی ہیرودیس کے پاس نہیں آئے تو اس کو بڑا غصہ آیا مجوسیوں کے ستارہ دیکھنے کے حساب سے بیت لحم اور ان کی ساری سرحدوں کے ان سب لڑکوں کو جو دو برس یا اس سے کم کے تھے۔ سب کو قتل کرا دیا۔ ادھر فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا کہ تم لوگ فوراً بھاگ کر مصر چلے جاؤ۔ اور جب تک میں تجھ سے نہ کہوں وہیں رہنا۔ کیوں کہ ہیرودیس اس بچہ کی تلاش میں ہے تاکہ اس کو قتل کر دے۔ وہ لوگ راتوں رات وہاں سے بھاگ کر مصر روانہ ہوئے اور مصر ہی میں مقیم رہے یہاں تک کہ ہیرودیس کا انتقال ہوا۔ جب وہ

مرگیا تو خداوند کا فرشتہ پھر یوسف کو خواب میں نظر آیا اور اس سے کہا کہ بچہ اور اس کی ماں کو لیکر اسرائیل کے ملک میں چلا جا۔ اس لئے کہ جو بچہ کو قتل کرنا چاہتا تھا وہ مرگیا ہے تو یوسف اور مریم بچہ کو لے کر اسرائیل کے ملک میں آئے۔ ہیرودیس کے مرنے کے بعد اس کا ملک اس کے تین بیٹوں میں تقسیم ہوگیا تھا۔ یہودیہ کا بادشاہ ارخلاؤس تھا۔ اس کے ملک میں جانے سے ڈرا اور خواب میں ہدایت پاکر گلیل کے علاقہ میں ناصرہ نامی شہر میں آکر قیام کیا۔ (دیکھو متی باب ۲، آیت ۱۳ تا ۲۳)

ان دونوں انجیل کے بیان میں کس قدر تفاوت و تناقض ہے۔ دونوں کا بیان صحیح ہو یہ ممکن نہیں۔ یہ ہے ان کی الہامی کتاب۔ بھلا الہامی کتاب میں اس طرح کا تناقض ہوتا ہے۔ اس وقت تو اس کو ایک تاریخی کتاب ہی کی حیثیت سے ذکر کیا جا رہا ہے انجیل کی بابت ایک مستقل باب قائم کرکے اس کے جعلی و محرف ہونے پر گفتگو کی جائے گی۔

حضرت یحییٰ کی نبوت کا ظہور اور لوگوں کو اصطباغ دینا

یہودیوں میں بیعت لینے اور توبہ کرانے کا یہ طریقہ تھا۔ جس کو بیعت کرنا، توبہ کرانا ہے اس کو پانی میں غوطہ دیتے تھے۔ اور غسل کرنے کا حکم دیتے تھے۔

حضرت یحییٰ اونٹوں کے بال کا کپڑا پہنتے تھے اور چمڑا کا پٹکا باندھتے ٹڈی اور جنگلی شہد کھاکر زندگی بسر کرتے تھے، ریاضت و نفس کشی سے عجیب بے نفسی چہرہ سے ظاہر ہوتی تھی۔ انہوں نے اعلان کرنا شروع کیا لوگو۔ ا۔ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ ان کی آواز

میں ایک خاص اثر تھا۔ ہر طرف سے یہودی مرد اور عورتیں جوق در جوق آتے۔ اور حضرت یحییٰ کے ہاتھ پر بیعت ہوتے، توبہ کرتے اور اصطباغ و بپتسمہ لیتے۔ ان سے پوچھا گیا ہے کہ آپ مسیح ہیں، یا ایلیاہ ہیں یا وہ نبی ہیں۔ تو انہوں نے کہا نہ میں مسیح ہوں، نہ ایلیاہ ہوں نہ وہ نبی ہوں۔ بلکہ انہوں نے کہا کہ میں یسعیاہ نبی نے کہا ہے، بیابان میں پکارنے والے کی آواز ہوں، کہ تم خدا کی راہ کو سیدھا کرو۔

انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۹، جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن و لیوی یہ پوچھنے کے لئے اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے، تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں، انہوں نے اس سے پوچھا۔ پھر کون ہے، کیا ایلیاہ ہے۔ اس نے کہا۔ میں نہیں ہوں۔ کیا وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا۔ پھر تو کون ہے، تاکہ اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے، اس نے کہا، میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے، بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ سیدھا کرو فریسیوں کی طرف سے جو بھیجے گئے تھے انہوں نے اس سے سوال کیا کہ اگر تو مسیح نہیں ہے۔ نہ ایلیاہ، نہ وہ نبی، تو بپتسمہ کیوں دیتا ہے۔ یوحنا نے جواب دیا، میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں، تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے، جسے تم نہیں جانتے، یعنی میرے بعد کا آنے والا جس کی جوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں، اور دوسری انجیلوں میں کاہنوں کا یوحنا سے سوال کرنا مذکور نہیں ہے۔ بلکہ انجیل متی و مرقس میں اس قسم کی کوئی بات منقول نہیں ہے، البتہ انجیل لوقا میں ہے، جب لوگ منتظر

تھے اور سب اپنے دل میں یوحنا کی بابت سوچتے تھے، کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں۔ تو یوحنا نے ان سب سے جواب میں کہا، کہ میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں، مگر جو مجھ سے زور آور ہے۔ وہ آنے والا ہے میں اسکی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔

اور انجیل مرقس میں ان لوگوں کے سوچنے کا بھی ذکر نہیں ہے۔ ایسی ہے۔ اور یہ منادی کرتا تھا۔ کہ میرے بعد وہ شخص آنیوالا ہے، جو مجھ سے زور آور ہے، میں اس لائق نہیں ہوں کہ جھک کر ان کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں، میں نے تمہیں پانی سے بپتسمہ دیا، مگر وہ تمہیں روح القدس سے بپتسمہ دے گا۔

انجیل متی میں ہے کہ فریسیوں اور صدوقیوں کو بپتسمہ کے لئے اپنے پاس آتے دیکھا۔ تو ان سے کہا کہ اے سانپ کے بچو، تمہیں کس نے بتا دیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو۔ پس توبہ کے موافق پھل پاؤ۔ اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو۔ کہ ابراہیم ہمارا باپ ہے، کیوں کہ میں تم سے کہتا ہوں۔ خدا ان پتھروں سے ابراہیم کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ اب درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جائے گا۔ میں تمہیں توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں، لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے۔ میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں، وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔

انجیل لوقا میں سانپ کے بچوں والی بات جو نقل کیا ہے بپتسمہ والی

بات ان لوگوں کے خیال معلوم کرنے کے بعد کہی۔

حضرت عیسیٰ کا یوحنا سے اصطباغ لینا

حضرت یحییٰ جب لوگوں کو بپتسمہ دیتے تھے تو ان دنوں حضرت عیسیٰ بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ مجھکو بھی اصطباغ دیجئے، ابتداءً حضرت یحییٰ ؑ نے انکار کیا، پھر ان کو بپتسمہ دیا۔ جب دریا سے نہا کر اوپر آئے، تو ان پر کبوتر کی شکل میں روح القدس کا نزول ہوا اور آسمان سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے اور میں اس سے خوش ہوں، حضرت یحییٰ سے اصطباغ لینے کا واقعہ صرف انجیل متی و لوقا و مرقس میں مذکور ہے مگر انجیل یوحنا اصطباغ کے واقعہ کو نقل نہیں کرتا ہے، شاید اس میں حضرت عیسیٰ ؑ کی توہین محسوس کرتا ہے، انجیل یوحنا میں صرف یوحنا کی شہادت و گواہی کا تذکرہ ہے۔

انجیل متی باب ۳-۱۳۔ میں اس وقت یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس بپتسمہ لینے آیا، مگر یوحنا اسے یہ کہہ کر منع کرنے لگا کہ میں اب تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے یسوع نے جواب میں اس سے کہا کہ اب تو ہونے ہی دے۔ کیوں کہ ہمیں اسی طرح ساری راست بازی پوری کرنی مناسب ہے، اس پر ہونے دیا اور یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر آگیا۔ اور دیکھو اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھل گیا۔ اور اس نے خدا کی روح کو کبوتر کے مانند اترتے دیکھا، اور اپنے اوپر آتے دیکھا، اور دیکھو۔

آسمان سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔

انجیل مرقس اور لوقا دونوں میں قریب قریب اسی طرح ہے، دونوں میں اتنا فرق ہے کہ مرقس و لوقا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو خطاب کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اور انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترتے دیکھا ہے۔ یہ اختلاف وحی و الہام میں نہیں ہوسکتا۔

حضرت عیسیٰ کا جنگل میں چالیس روز تک ریاضت کرنا۔

حضرت یحییٰ سے بپتسمہ لینے کے بعد فوراً چالیس روز جنگل میں جاکر ریاضت میں مشغول ہو گئے اسی دوران شیطان نے فتنہ میں مبتلا کرنا چاہا مگر آپ اس پر غالب رہے۔ انجیل متی کا بیان روح اسی وقت جنگل لے گیا۔ تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے۔ چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرتا رہے۔ آخر میں ان کو بھوک لگی۔ اور آزمانے والے نے پاس آکر اس سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو فرمایہ پتھر روٹیاں بن جائیں۔ اس نے جواب میں کہا کہ، لکھا ہے کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا۔ بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔ تب ابلیس اسے مقدس شہر میں لے گیا اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اس سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں نیچے گرا دے، کیوں کہ لکھا ہے کہ وہ تیری بابت فرشتوں کو حکم دے گا۔ اور وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھالیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر کی ٹھیس لگے۔ یسوع نے کہا، یہ بھی لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کی آزمائش نہ کر۔ پھر ابلیس اسے بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور

دنیا کی ساری بادشاہتیں اور ان کی شان و شوکت اسے دکھائی، اور اس سے کہا کہ اگر تو مجھے جھک کر سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دیدوں گا یسوع نے اس سے کہا، اے شیطان دور ہو۔ کیوں کہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر۔ اور صرف اس کی عبادت کر تب ابلیس اس کے پاس سے چلا گیا۔ اور دیکھو فرشتے آکر ان کی خدمت کرنے لگے باب ع۴ انجیل مرقس باب ع۱ آیت ع۱۲ میں اس واقعہ کو بہت ہی اختصار سے ذکر کیا ہے۔ اور انجیل لوقا باب ع۴ میں اس کو انجیل متی کی طرح تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ مگر اس میں ہے کہ ابلیس تمام آزمائش کر چکا تو کچھ عرصہ کے لئے اس سے جدا ہوا۔

مگر انجیل یوحنا میں یوحنا سے اصطباغ پانے کو اور شیطان سے آزمائے جانے کو، دونوں کو حذف کر دیا، اس لئے کہ اس میں تو صاف مسیح کو انسان بنانا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا ذکر ہی اڑا دیا۔

حضرت عیسیٰ کی نبوت کا ظہور اور انکا لوگونکو دعوت دینا۔

انجیل متی و لوقا و مرقس میں ہے کہ چالیس دن کی ریاضت کے بعد مسیح واپس آئے اور جلیل شہر کو گئے اور وہاں پر انہوں نے دعوت و تبلیغ کا کام انجام دینا شروع کیا۔ انجیل لوقا باب ع۴ آیت ع۱۴ میں ہے پھر یسوع قوت سے بھرا ہوا گلیل کو لوٹا۔ اور گرد و نواح میں اس کی شہرت پھیل گئی۔ اور وہ ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا رہا۔ اور سب اس کی بڑائی کرتے رہے، انجیل مرقس باب ع۱ آیت ع۱۴ میں پھر یوحنا کے پکڑوائے جانے کے بعد یسوع نے گلیل میں خدا کی خوشخبری کی

منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہو گیا ہے۔ اور خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ توبہ کرو۔ اور خوشخبری (انجیل) کو جانو۔ انجیل متی باب ۴ آیت ۱۳ میں ہے۔ اور جب اس نے سنا کہ یوحنا پکڑوا دیا گیا ہے، تو گلیل کو روانہ ہوا۔ اور ناصرہ کو چھوڑ کر کفرنحوم میں جا بسا جھیل کے کنارے جوزبولون اور نفتالی کی سرحد پر ہے۔ اس وقت سے یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا۔ توبہ کرو۔ کیوں کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ مگر انجیل یوحنا سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے چالیس دن جنگل میں جاکر ریاضت نہیں کی بلکہ حضرت یحییٰ نے حضرت عیسیٰ پر روح کو کبوتر کی شکل میں اترتے دیکھا۔ اس کے تیسرے دن گلیل کو چلے گئے۔ یوحنا نے پہلے دن گواہی دی۔ پھر دوسرے دن گواہی دی کہ یہ خدا کا برہ ہے۔ تو یوحنا کی بات سنکر ان کے دو شاگرد ایک بے نام کا یعنی خود انجیل کا مصنف یوحنا دوسرا اندریاس مسیح کے ساتھ ہولئے۔ دوسرے دن یسوع نے گلیل میں جانا چاہا۔ اور فلپس سے مل کر کہا، میرے پیچھے ہولے۔

(انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۳۵ تا ۴۴)

پھر انجیل متی سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع ناصرہ میں گئے۔ اس کے بعد کفرنحوم میں جا بسے، اور دیگر انجیلوں سے صرف گلیل میں جانا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت مسیح کی نبوت کا زمانہ

انجیل متی و مرقس و لوقا سے مسیح کی مدت نبوت تین ماہ کے قریب ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ حضرت یحییٰ کا اصطباغ دینے کا اعلان قیصر روم طبریوس کی حکومت کے پندرہویں سال میں ثابت ہے۔ اور اس وقت

حناہ اور کائفا سردار کاہن تھے۔(انجیل لوقا باب ۳)
اور حضرت عیسیٰ نے حضرت یحییٰ سے بپتسمہ اس دوران میں لیا۔ اس وقت ان کی عمر تیس سال کی تھی، اور مسیح کی پیدائش ۲۵ر دسمبر کو ہے اس لئے اس لحاظ سے اصطباغ کا زمانہ بھی قریب قریب انہی تاریخوں میں ہوگا۔ اصطباغ لینے کے بعد پہلی عید مارچ میں ہے، اور ان تینوں انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پہلی عید کو مسیح یروشلم میں گئے تھے، اور اسی موقع پر صلیب دیئے گئے اگر اس میں سے جنگل میں ریاضت کی مدت جو چالیس روز ہے اس کو نکال دیا جائے، تو یہ مدت اور کم ہو جاتی ہے۔ یعنی کل ڈیڑھ پونے دو ماہ، برخلاف انجیل یوحنا کے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ مسیح کی تعلیم کا زمانہ سوا تین سال کے قریب ہے، اسلئے کہ اس انجیل میں تین یا چار مرتبہ عید کے موقع پر یروشلم جانا بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس کو الہام و وحی سے نہیں لکھا گیا ہے۔ بلکہ جس کو جس طرح یاد تھا۔ یا جیسا دل میں آیا ویسا لکھ دیا۔

حضرت مسیح پر سب سے پہلے ایمان لانے والے

جنگل سے نکلنے کے بعد گلیل پہونچے وہاں پر آپنے منادی کی اور کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو، کیوں کہ آسمانی بادشاہت قریب آچکی ہے۔ یسوع تمام گلیل میں پھرتا رہا، اور ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا رہا اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا رہا اور لوگوں کی ہر طرح کی بیماری، اور ہر طرح کی کمزوری دور کرتا رہا، اور اس کی شہرت تمام سوریہ میں پھیل گئی اور لوگ سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں

میں گرفتار تھے اور انھیں جن میں بدروحیں تھیں، اور مرگی والوں اور مفلوجوں کو اس کے پاس لائے، اس نے انہیں اچھا کیا، گلیل اور دکپلس اور یروشلم اور یہودیہ اور یردن پار سے بڑی بھیڑ اس کے پیچھے ہولی۔
(انجیل متی باب ۴ ۲۴-۲۵)

گلیل کی جھیل کے کنارے حضرت عیسیٰ کھڑے تھے اور بھیڑ اس پر گری پڑتی تھی، اور خدا کا کلام سنتی تھی، حضرت عیسیٰ نے جھیل کے کنارے دو کشتیاں لگی دیکھیں، اور مچھلی پکڑنے والے اُتر کر جال دھو رہے تھے حضرت عیسیٰ نے شمعون کی کشتی پر بیٹھ کر شمعون سے کہا کہ کنارے سے ذرا ہٹا لے چل اور بیٹھکر لوگوں کو کشتی پر سے تعلیم دینے لگا۔ جب کلام ختم ہوا تو شمعون سے کہا گہرے میں لے چل۔ اور تم شکار کے لئے اپنا جال ڈالو شمعون نے جواب میں کہا۔ اے صاحب، ہم نے رات بھر محنت کی اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ مگر تیرے کہنے سے جال ڈالتا ہوں انھوں نے جال ڈالا، اور مچھلیوں کا بڑا غول گھیر لائے اور ان کے جال پھٹنے لگے۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کو جو دوسری کشتی میں تھے، اشارہ کیا کہ آؤ، ہماری مدد کرو، پس انھوں نے آکر دونوں کشتیاں یہاں تک بھر دیں کہ ڈوبنے لگیں۔ شمعون یہ دیکھ کر یسوع کے پاؤں پر گرا اور کہا۔ اے خداوند میرے پاس سے جا۔ اس لئے کہ میں گنہگار آدمی ہوں، کیوں کہ مچھلیوں کے اس شکار سے وہ اور اس کے سب ساتھی حیران ہوئے اسی طرح زبدی کے دونوں بیٹے یوحنا و یعقوب جو شمعون کے شریک تھے حیران ہوئے یسوع نے شمعون سے کہا خوف نہ کر اب سے تو آدمیوں کا شکار کیا کریگا۔ وہ کشتیوں کو کنارے پر لائے اور سب کچھ چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے۔ (لوقا باب ۵)

اور انجیل مرقس و متی میں اس واقعہ کو دوسرے انداز سے ذکر کیا ہے۔ جس میں کثرت سے مچھلیوں کے پکڑے جانے کا معجزہ مذکور نہیں۔ گلیل کی جھیل کے کنارے دو بھائیوں کو یعنی شمعون جو پطرس کہلاتا ہے اور اس کے بھائی اندریاس کو جھیل میں جال ڈالتے دیکھا۔ کیوں کہ وہ ماہی گیر تھے، ان سے کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ میں تم کو آدم گیر بناؤں گا۔ وہ فوراً جال چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لئے، اور وہاں سے آگے بڑھ کر اس نے اور دو بھائیوں کو دیکھا، یعقوب اور یوحنا جو دونوں زبدی کے بیٹے تھے جو اپنے باپ کے ساتھ کشتی میں اپنے جالوں کی مرمت کر رہے تھے۔ ان کو بلایا، وہ فوراً کشتی اور اپنے باپ کو چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے۔

(انجیل متی باب نمبر۴ و مرقس باب نمبرا)

اور انجیل یوحنا میں مچھلی کے واقعہ کو یا جال کی مرمت کرنے کی بات اس میں کسی کا ذکر نہیں ہے، بلکہ گلیل کی جھیل کا بھی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ حضرت یحیٰی نے جب دوسرے دن بھی گواہی دی، کہ یہ خدا کا برہ ہے۔ تو اس کے دو شاگرد جس میں ایک بے نام کا یعنی انجیل یوحنا کا مصنف دوسرا اندریاس حضرت مسیح کے ساتھ ہو لئے، اور اندریاس اپنے بھائی شمعون کو یسوع کے پاس لایا۔ تو یسوع نے اس پر نگاہ کر کے کہا۔ تو یوحنا کا بیٹا شمعون ہے تو کیفا۔ یعنی پطرس کہلائے گا۔ (باب نمبرا آیت ۳۵ تا ۴۲)

حضرت عیسیٰ کا بارہ ۱۲ شاگردوں کو منتخب کرنا

حضرت عیسیٰ مختلف شہروں اور گاؤں میں اور عبادت خانوں میں جا جا کر تبلیغ و تعلیم دیتے اور اپنے معجزات سے طرح طرح کی بیماریوں کو دور کرتے، اور لوگوں کو شفا ہوتی، جس کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کے پاس ایک بھیڑ لگی رہتی۔ اس بھیڑ کو دیکھ کر حضرت عیسیٰ کو بہت ترس آیا۔ کہ یہ ان بھیڑوں کے مانند ہیں جن کا کوئی چرواہا نہ ہو، حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ فصل تو بہت ہے۔ لیکن مزدور تھوڑے ہیں۔ پس فصل کے مالک کی منت کرو کہ وہ اپنی فصل کاٹنے کے لئے مزدور بھیج دے۔ پھر پہاڑ پر چلے گئے اور خدا سے برابر رات بھر دعا مانگتے رہے جب دن ہوا تو اپنے شاگردوں کو اوپر بلایا اور ان میں سے بارہ افراد کو منتخب فرمایا۔ تاکہ وہ مسیح کی تعلیم پھیلائیں۔ اور اس کی منادی کریں۔ اور ان کو ناپاک روحوں پر اختیار بخشا کہ ان کو نکالیں، اور ہر طرح کی کمزوری کو دور کریں، اور انکو بہت ساری باتوں کی تلقین کی۔ اور نصیحت کی، اور ان کو روانہ کرتے وقت کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا، اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانوں کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے، بیماروں کو اچھا کرنا، مُردوں کو جلانا، کوڑھیوں کو پاک وصاف کرنا تم نے مفت پایا ہے، مفت دینا۔ دیکھو میں تمہیں بھیجتا ہوں، گویا بھیڑوں کو بھیڑیوں کے بیچ میں، پس سانپوں کے مانند ہوشیار اور

کبوتروں کے مانند بھولے بنو مگر آدمیوں سے خبردار رہو کیوں کہ وہ تمہیں عدالتوں کے حوالہ کریں گے۔ اور اپنے عبادت خانوں میں تمہیں کوڑے ماریں گے۔ یاد رکھو شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں ہوتا ہے۔ اور نوکر اپنے مالک سے، شاگرد کے لئے یہ کافی ہے کہ اپنے استاذ کے مانند ہے۔ اور نوکر کے لئے یہ کہ اپنے مالک کے مانند جب انھوں نے گھر کے مالک کو بعلزبول کہا تو اس کے گھرانے کے لوگوں کو کیوں نہ کہیں گے۔ پس ان سے ڈرو، کیوں کہ کوئی چیز ڈھکی نہیں ہے جو کھولی نہ جائیگی۔ اور نہ کوئی چیز چھپی ہے جو جانی نہ جائے گی۔ جو کچھ میں اندھیرے میں کہتا ہوں، اُجالے میں کہو۔ جو کچھ تم کان میں سنتے ہو، کوٹھوں پر اس کی منادی کرو، جو بدن کو قتل کرتے ہیں۔ اور روح کو قتل نہیں کر سکتے ہیں۔ ان سے نہ ڈرو۔ بلکہ اس سے ڈرو جو روح وبدن دونوں کو ہلاک کر سکتا ہے، پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے گا۔ میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اقرار کروں گا۔ مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کرے گا۔ میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا انکار کروں گا۔

(انجیل لوقا باب ۶۔ و مرقس باب ۳ و انجیل متی باب ۱۰)

بارہ حواریوں کے نام

(۱) شمعون جو پطرس کہلاتا ہے۔ (۲) اس کا بھائی اندریاس (۳) یعقوب (۴) و یوحنا جو دونوں زبدی کے بیٹے ہیں۔ (۵) فلپس (۶) برتلمائی (۷) لوقا (۸) متی محصول لینے والا (۹) یعقوب حلفئی کا بیٹا (۱۰) تدی، (۱۱) شمعون قنانی (۱۲) یہوداہ اسکریوتی جس نے اسے پکڑوایا۔

انجیل متی باب ۱۰ انجیل مرقس میں یہی نام ہے، باب ۳، انجیل لوقا میں

تدی کی جگہ یہوداہ یعقوب کا بیٹا ہے باب ۶، مستند انجیل برناباس میں بھی بارہ نام ہیں مگر توما کی جگہ پر خود برنابا کا نام ہے۔

ستر شاگردوں کا انتخاب

تبلیغ کی ضرورت کے لئے حضرت عیسیٰ نے اس کے بعد پھر ستر آدمیوں کا انتخاب کیا۔ اور ان کو تبلیغ کے لئے روانہ کیا۔ اور ان لوگوں نے اپنا اپنا کام کر کے حضرت عیسیٰ کو اس کی رپورٹ دی، اس پر حضرت عیسیٰ بہت خوش ہوئے۔

ان باتوں کے بعد خداوند نے ستر آدمی اور مقرر کئے اور جس جس شہر اور جگہ کو خود جانے والے تھے وہاں انھیں دو دو کر کے اپنے آگے بھیجا، لوقا باب ۱۰۔ وہ ستر خوش ہو کر پھر آئے اور کہنے لگے۔ اے خداوند تیرے نام سے بدروحیں بھی ہمارے تابع ہیں۔ اس نے ان سے کہا میں شیطان کو بجلی کی طرح آسمان سے گرا ہوا دیکھ رہا تھا، دیکھو میں نے تم کو اختیار دیا۔ کہ سانپوں اور بچھوؤں کو کچلو۔ اور دشمن کی ساری قدرت پر غالب آؤ۔ اور تم کو ہرگز کسی چیز سے ضرر نہ پہونچے گا۔ تو بھی اس سے خوش نہ ہو کہ روحیں تمہارے تابع ہیں۔ بلکہ اس سے خوش ہو کہ تمہارے نام آسمان پر لکھے ہوئے ہیں۔ (لوقا باب ۱۰)

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات

انبیاء کرام اپنے پیغام کی صداقت اور حقانیت کو دلائل و براہین کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں۔ مگر عام طور پر انبیاء کرام کے ہاتھوں ان براہین و دلائل کے ساتھ من جانب اللہ ان کی صداقت کی تائید میں عام قانون

قدرت سے جدا بغیر اسباب و وسائل کے ان کے ہاتھوں امور عجیبہ کا مظاہرہ بھی اس طرح ہوا ہے کہ عوام کیا خواص سب اس کے مقابلہ سے عاجز و درماندہ ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ انسان کی عقل و فکر کو ایسا متأثر کرتا ہے کہ اسکا وجدان اس کو یہ تسلیم کرنے پر مجبور کرتا ہے، کہ یہ عمل اس کا اپنا عمل نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ خدا کی قوت کام کر رہی ہے اور وہ اس کی صداقت کا خدائی نشان ہے اسی کو معجزہ کہا جاتا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت سے معجزات کا ظہور و صدور ہوا کتنے کوڑھیوں، اندھوں کو خدا کے حکم سے شفا بخشی، اور مردہ کو زندہ کیا پانی پر چلے، دو روٹی میں پانچ ہزار آدمیوں کو کھانا کھلایا۔

اندھے کو بینا بنا دینا

اور وہ یریحو میں آئے اور جب وہ اور اس کے شاگرد اور ایک بڑی بھیڑ یریحو سے نکلتی تھی، تو تمائی کا بیٹا برتمائی ایک اندھا فقیر راہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ سنکر کہ یہ یسوع ناصری ہے چلا چلا کر کہنے لگا کہ اے ابن داؤد اے یسوع مجھ پر رحم کر اور بہتوں نے اسے ڈانٹا کہ چپ رہ مگر وہ اور بھی زیادہ چلایا۔ کہ اے ابن داؤد مجھ پر رحم کر یسوع نے کھڑے ہو کر کہا اسے بلاؤ۔ پس انھوں نے اس اندھے کو یہ کہکر بلایا کہ خاطر جمع رکھ، اٹھ وہ تجھے بلاتا ہے۔ وہ اپنا کپڑا پھینک کر اچھل پڑا۔ اور یسوع کے پاس آیا۔ یسوع نے اس سے کہا تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لئے کروں، اندھے نے اس سے کہا اے میرے استاذ۔ یہ کہ میں بینا ہو جاؤں، یسوع نے اس سے کہا جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا وہ فی الفور بینا ہو گیا (مرقس باب ۱۰) اسی سے ملتا جلتا مضمون متی باب ۲۰ اور لوقا باب ۱۸ میں ہے

کوڑھیوں کو شفا دینا

جب وہ پہاڑ سے اترا تو بہت سی بھیڑ اس کے پاس ہوئی اور دیکھو ایک کوڑھی نے اس کے پاس آکر اسے سجدہ کیا۔ اور کہا اے خداوند اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے چھوا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو پاک صاف ہو جا وہ فوراً کوڑھ سے پاک صاف ہو گیا۔ (متی باب ۸، لوقا باب ۵، مرقس باب ۱)

مُردہ کو زندہ کرنا

لعزر نام کا ایک شخص جو مریم اور مرتھا کا بھائی تھا، اسے قبر میں دفن کیے چار دن ہوئے تھے یسوع نے کہا، پتھر اٹھاؤ، اس مرے شخص کی بہن مرتھا نے اس سے کہا۔ اے خداوند اس میں تو اب بو آتی ہے، کیوں کہ اسے مرے ہوئے چار دن ہو گئے۔ یسوع نے اس سے کہا۔ کہ میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ اگر تو ایمان لائے گی تو خدا کا جلال دیکھے گی۔ پس انھوں نے اس پتھر کو اٹھایا تو پھر یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا، اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی۔ اور مجھے معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے، مگر ان لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں۔ میں نے یہ کہا۔ تاکہ وہ ایمان لائیں کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے۔ اور یہ کہہ کر بلند آواز سے پکارا، اے لعزر نکل آ۔ جو مر گیا تھا۔ وہ کفن سے ہاتھ باندھے ہوئے نکل آیا۔ اس کا چہرہ رومال سے لپٹا ہوا تھا۔ (انجیل یوحنا باب ۱۱ انجیل لوقا باب ۷ میں ایک اور واقعہ مردہ کو زندہ کرنے کا نقل کیا جس میں لوگ مردہ کا جنازہ لئے جا رہے تھے، اس نے پاس آکر جنازہ کو چھوا۔ اور اٹھانے والے

کھڑے ہو گئے، اور اس نے کہا اے جوان میں تجھ سے کہتا ہوں، اُٹھ وہ مُردہ اُٹھ بیٹھا اور بولنے لگا۔ اور اس نے اس کی ماں کو سونپ دیا اور سب پر دہشت چھا گئی۔ اور وہ خدا کی بڑائی کر کے کہنے لگے۔ کہ ایک بڑا نبی ہم میں اُٹھا ہے اور یہ کہ خدا نے اپنی امت پر توجہ کی۔

مٹی سے پرند کی شکل بنا کر اس میں حضرت عیسیٰ کا پھونک مار دینا جس سے وہ زندہ پرندہ بن جانا۔ اس معجزہ کا انجیلوں میں کہیں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ اسی طرح ایک اور معجزہ کہ حضرت عیسیٰ ؑ لوگوں کو بتلا دیا کرتے تھے کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور گھر میں کیا ذخیرہ کر رکھا ہے۔

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (آل عمران ۴۹)

البتہ انجیل طفولیت میں حضرت عیسیٰ کے بچپن کے قصہ میں پرندہ کی شکل بنا کر اُڑانے کا تذکرہ ہے۔ باب سی و ششم میں ہے، جب کہ مسیح سات برس کا ہوا تھا ایک روز جبکہ وہ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ تھے، جو کہ کھیلتے ہوئے مختلف شکلیں مٹی کی بنا رہے تھے، گدھوں کی، بیلوں کی چڑیوں کی دوسرے جانوروں کی، اور ہر ایک اپنی صنعت کی تعریف کرتا ہوا کوشش کرتا تھا کہ اس کو دوسروں کی صنعت سے بڑھا دے، تب سردار یسوع نے لڑکوں سے کہا، میں اپنی

تصویروں کو جو بنائی ہیں حکم دوں گا کہ چلو، اسی وقت سردار یسوع نے
حکم دیا کہ چلیں فوراً وہ اچھلنے لگیں۔ اور جب ان کو حکم دیا کہ واپس آجاؤ
تو واپس آگئیں اور اس سے کچھ تصویریں پرندوں اور چڑیوں کی بھی
بنائی تھی۔ جنکو وہ جس وقت حکم دیتا تھا کہ اڑو۔ تو اڑتی تھیں، اور
جب کہتا کہ ٹھہرو تو ٹھہر جاتی تھیں۔ اور جب ان کو کھانے پینے کو دیتا تھا
تو وہ کھاتی تھیں۔ اور پیتی تھیں۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضٰی

شمس الإسلام

بابت سنہ ۱۴۱۷ھ

محاضرۂ علمیہ

بسلسلۂ اہل کتاب

عیسائیت

(انجیل کی روشنی میں)

(جزو دوم)

پیش کردہ

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

طارق ۹۶ء

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
عیسائیت انجیل کی روشنی میں	۴
توریت پر عمل کی تلقین	۶
توحید و رسالت کی تعلیم	۷
حضرت عیسیٰؑ کا خدا سے دعا کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا	۹
دوسروں کو دعا کی ترغیب دینا اور اس کا طریقہ بتلانا	۱۰
حضرت عیسیٰؑ کا خود اپنے متعلق تصور	۱۲
حضرت عیسیٰؑ کے متعلق انکے حواری اور ہمعصروں کا تصور	۱۳
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کو باپ اور اپنے کو بیٹا کہنا	۱۷
خدا پر باپ کا اطلاق اور کسی خصوصیت کے سبب اپنے کو بیٹا بولنے پر عہد عتیق و جدید کی چند مثالیں	۱۸
عبارت سے مطلب فہمی کا ضابطہ	۱۹

مضامین	صفحہ
حضرت عیسیٰ کے قول "میں اور باپ ایک ہوں" سے اتحاد مجازی مراد ہے	۲۱
گناہوں کا کفارہ اور راہِ نجات	۲۵
انجیلی عیسائیت کلیسا کی عیسائیت سے یکسر مختلف ہے	۲۹
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات قرآن میں	۳۰
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت اور بنی اسرائیل سے سلسلۂ نبوت کے ختم ہونے کا اعلان	۳۴
خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔	۳۵
حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرنے کی سازش	۴۸
خدائی تدبیر	۵۲
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کی سازش بظاہر کامیاب	۵۴
یہودا کی مخبری	۵۴
یسوع کا اپنے پکڑوانے والوں کی طرف اشارہ کرنا	۵۵

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
قرآن کا بیان	۵۸		
گرفتاری کا منظر	۵۹		
یسوع کی یہودیوں کی عدالت میں پیشی	۶۱		
پلاطیس کے دربار میں یسوع کی پیشی	۶۷		
یسوع کے صلیب دیے جانیکا حال	۷۱		
یسوع کے مرنے کا منظر	۷۵		
یسوع کے دوبارہ زندہ ہونے	۷۸		
کا قصہ	۷۸		
قرآن کا بیان	۸۳		
وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم	۸۵		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عیسائیت انجیل کی روشنی میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے کے لئے دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے، بلکہ ان کی دعوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کی تجدید تھی، اس لئے انہوں نے بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبعین سے الگ سے کوئی جماعت نہیں بنائی نہ اس کا کوئی مستقل نام رکھا۔ بیت المقدس ہی کے ہیکل میں وہ عبادت کرنے کے لئے جاتے اور موسوی شریعت کا اپنے کو پابند سمجھتے تھے، اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے، البتہ انسانی احکام جو ان کے احبار و رہبان نے بنا رکھے تھے۔ ان کی تردید کرتے تھے، اور بعض بعض خاص حکم کو بحکم خداوندی منسوخ بھی کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ ایک موقع پر فرماتے ہیں۔ اے آسمان اور زمین کے خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں ہاں اے باپ کیوں کہ ایسا ہی تجھے پسند آیا، میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا ہے، اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا

ہے، سوائے باپ کے اور باپ کو کوئی نہیں جانتا سوائے بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرنا چاہے۔ اے محنت اٹھانیوالو، اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو۔ سب میرے پاس آؤ، میں تمہیں آرام دونگا میرا جوا اپنے اوپر اٹھالو۔ اور مجھ سے سیکھو، کیوں کہ میں حلیم ہوں۔ اور دل کا فروتن۔ تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی۔ کیوں کہ میرا جوا ملائم ہے، اور میرا بوجھ ہلکا ہے۔ (انجیل متی باب ۱۱)

حضرت عیسیٰ نے فریسیوں اور فقیہوں کے اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اس نے جواب میں ان سے کہا، تم اپنی روایت سے خدا کا حکم کیوں ٹال دیتے ہو۔ خدا نے فرمایا ہے کہ باپ کی اور ماں کی عزت کر اور جو ماں باپ کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے، تم کہتے ہو کہ جو کوئی باپ یا ماں سے کہے کہ جس چیز کا تجھے مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا تھا وہ خدا کی نذر ہو چکی ہے، تو وہ اپنے باپ کی عزت نہ کرے۔ پس تم نے اپنی روایت سے خدا کا کلام باطل کر دیا۔ اے ریاکارو، یسعیاہ نے تمہارے حق میں کیا خوب نبوت کی یہ امت زبان سے تو میری عزت کرتی ہے مگر ان کا دل مجھ سے دور ہے اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں۔ کیوں کہ آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہیں، (متی باب ۱۵ و متی باب ۲)

عہدنامہ قدیم کے صحیفوں سے ہر شخص کو یہ جاننے میں سہولت ہے کہ خدا کون ہے۔ اور انسان کون اور اس سے وہ طریقہ بھی معلوم ہوتا ہے جس سے خدا اپنے عدل و رحمت کے ساتھ انسانوں سے سلوک کرتا ہے اگرچہ اس میں ناقص اور متروک مواد شامل ہے پھر بھی وہ حقیقی طور پر ربانی تعلیم کی شہادت پیش کرتے ہیں۔

چوں کہ حضرت عیسیٰ دین موسوی کی تجدید کے لئے مبعوث ہوئے تھے، اس لئے انجیل میں مفصل شریعت اور عبادت کی مفصل ہدایات نہیں ہیں۔ بلکہ شریعت و عبادت کا اجمالی تذکرہ ہے اور توریت پر ہی عمل کی تلقین ہے بس معاشرت اور عبادت کے لئے چند اصول سکھائے ہیں اور نیت واخلاص پر زیادہ زور دیا ہے۔

توریت پر عمل کی تلقین

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائے، ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے، پس جو کوئی چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ لیکن جو اُن پر عمل کرے گا اور اس کی تعلیم دیگا۔ وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔ (انجیل متی باب ۵)

اس وقت یسوع نے بھیڑ سے اور اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں، کہ فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں۔ وہ سب کرو۔ اور مانو۔ لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں، اور کرتے نہیں، (انجیل متی باب ۲۳)

توحید و رسالت کی تعلیم

کسی سردار نے اس سے سوال کیا کہ اے نیک استاذ میں کیا کروں تاکہ ہمیشہ زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے اس سے کہا، تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے، کوئی نیک نہیں ہے مگر ایک یعنی خدا اور تو حکموں کو جانتا ہے۔ زنا نہ کر۔ خون نہ کر۔ چوری نہ کر۔ وغیر ذالک۔
(انجیل لوقا باب ۱۸، انجیل مرقس باب ۱۰)

اور انجیل متی باب ۱۹ میں یہ واقعہ اس طرح ہے، اس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے، نیک تو ایک ہے لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ تو حکموں پر عمل کر۔ ایک فقیہہ کے جواب میں وہ پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ سب حکموں میں اول کون ہے، یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن۔ خداوند ہمارا ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ، دوسرا یہ ہے کہ تو اپنے پڑوس سے اپنے برابر محبت رکھ۔ اس سے بڑا اور کوئی حکم نہیں، فقیہہ نے اس سے کہا۔ اے استاذ۔ کیا خوب تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور اس سے سارے دل اور ساری عقل اور ساری طاقت سے محبت رکھنی اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھنی، سب سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں سے

بڑھ کر ہے۔ تب یسوع نے دیکھا کہ اس نے دانائی سے جواب دیا، انجیل مرقس باب ۱۲، انجیل متی باب ۲۲ میں یہی واقعہ مذکور ہے اور حضرت عیسیٰ کے جواب میں اتنا اضافہ ہے، انہی دونوں حکموں پر تمام توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے۔

یسوع کی آزمائش کے موقع پر جب شیطان نے کہا، پس تو میرے آگے سجدہ کرے تو یہ سب تیرا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا، لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر، اور صرف اسی کی عبادت کر۔ انجیل متی و مرقس و لوقا۔ سب میں یہ واقعہ مذکور ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا ہے۔ اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے، ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ سوائے اس کے جو باپ کو کرتے دیکھتا ہے، کیوں کہ جن کاموں کو وہ کرتا ہے۔ بیٹا بھی اسی طرح کرتا ہے۔ اس لئے کہ باپ بیٹے کو عزیز رکھتا ہے۔ اور جتنے کام خود کرتا ہے، اسے دکھاتا ہے۔ بلکہ ان سے بھی بڑے کام اسے دکھائیگا، جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا ہے، وہ باپ کی جس نے اسے بھیجا ہے۔ عزت نہیں کرتا ہے، میں آپ سے کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں، جیسا سنتا ہوں، عدالت کرتا ہوں، اور میری عدالت راست ہے۔ کیوں کہ اپنی مرضی نہیں۔ بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں، پس انہوں نے اس سے کہا کہ ہم کیا کریں، تاکہ خدا کے کام انجام دیں، یسوع نے جواب میں ان سے کہا، خدا کا کام یہ

ہے کہ جسے اس نے بھیجا ہے اس پر ایمان لاؤ، (انجیل یوحنا باب ۵-۶)
میری تعلیم میری نہیں ہے، بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے، اگر کوئی اس کی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اس کی تعلیم کی بابت جان لے گا کہ وہ خدا کی طرف سے ہے، یا میں اپنی طرف سے کہتا ہوں، (انجیل یوحنا باب ۷)

حضرت عیسیٰ شاگردوں کو تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
تم ربی نہ کہلاؤ، کیوں کہ تمہارا استاذ ایک ہی ہے۔ اور تم سب بھائی ہو اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو، کیوں کہ تمہارا باپ ایک ہی ہے۔ جو آسمانی ہے، اور تم ہادی مت کہلاؤ، کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے، یعنی مسیح۔ (انجیل متی باب ۲۳)

حضرت عیسیٰ کا خدا سے دعا کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا

حضرت عیسیٰ کا خدا سے دعا کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا چاروں انجیل میں جگہ جگہ نقل کیا گیا ہے، نمونہ کے طور پر چند دعاؤں کو نقل کیا جاتا ہے، لوقا باب ۵ میں ہے بہت سے لوگ جمع ہوئے کہ اس کی سنیں اور اپنی بیماریوں سے شفا پائیں۔ مگر وہ جنگل میں الگ جاکر دعا مانگا کرتا تھا۔ مرقس باب ۱ میں ہے صبح ہی دن نکلنے سے بہت پہلے وہ اٹھ کر نکلا اور ایک ویران جگہ میں گیا۔ اور دعا مانگی، متی باب ۱۲ و لوقا باب ۱۰، میں ہے اس وقت یسوع نے کہا، اے باپ آسمان و زمین کے خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں ہاں اے باپ کیوں کہ ایسا ہی تجھے پسند آیا۔

اوران کی انجیل کے مطابق جس باغ میں گرفتار کیا گیا۔ اس باغ میں دعا کا ذکر تو چاروں انجیل میں تھوڑے فرق سے موجود ہے۔ اپنے شاگردوں سے کہا کہ یہیں بیٹھے رہنا جب تک میں وہاں جاکر دعا مانگوں پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹے کو ساتھ لیکر غمگین و بے قرار ہونے لگا آگے اس میں ذکر ہے کہ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منھ کے بل گر کر یہ دعا مانگی اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے، تاہم جیسا میں چاہتا ہوں۔ ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو، اسی طرح تین بار دعا مانگی لوقا میں اتنا اضافہ ہے کہ آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اس کو تقویت دیتا تھا۔ متی باب ع۲۶، مرقس ع۱۴، لوقا باب ع۲۲ اور یوحنا باب ع۱۷ میں اپنے لئے اور حواریوں کے لئے ایک لمبی دعا کا تذکرہ ہے۔

دوسروں کو دعا کرنیکی ترغیب دینا اور اسکا طریقہ بتلانا

پھر ایسا ہوا کہ وہ کسی جگہ دعا مانگتا تھا۔ جب مانگ چکا تو اس کے شاگردوں میں سے ایک نے کہا، اے خداوند جیسا یوحنا نے اپنے شاگردوں کو دعا مانگنی سکھائی تو بھی ہمیں سکھا۔ اس نے ان سے کہا جب تم دعا مانگو تو کہو کہ اے باپ تیرا نام پاک مانا جائے، تیری بادشاہت آئے ہماری ہر روز کی روٹی ہمیں دیا کر، اور ہمارے گناہوں کو معاف کر کیوں کہ ہم بھی اپنے قرض دار کو معاف کرتے ہیں۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا (انجیل لوقا باب ع۱۱)

جب تم دعا مانگو تو ریاکاروں کی مانند نہ ہو، کیونکہ وہ عبادت

خانوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا مانگنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ انہیں دیکھیں، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھری میں جا۔ اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے، دعا مانگ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے۔ تجھے بدلہ دے گا۔ اور دعا مانگتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو۔ کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب ہماری سنی جائے گی، پس ان کے مانند نہ ہو، کیوں کہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن چیزوں کے محتاج ہو، پس تم اس طرح دعا مانگا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے، تیرا نام پاک مانا جائے، تیری بادشاہت آئے، تیری مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ہو، ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے، جسطرح ہم نے اپنے قرض داروں کو معاف کیا ہے، تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر، اور ہمیں آزمائش میں نہ لا، بلکہ برائی سے بچا، اس لیئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے، تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کریگا۔ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے، تو تمہارا باپ بھی تمہارا قصور معاف نہیں کرے گا۔ (انجیل متی باب ع۶)

مانگو تو تمہیں دیا جائیگا ڈھونڈو تو پاؤ گے، دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائیگا۔ کیوں کہ جو کوئی مانگتا ہے اسے ملتا ہے۔ اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جائے گا۔ ایسا کونسا آدمی ہے کہ اگر بیٹا اس سے روٹی مانگے تو

وہ اسے پتھر دے، اگر مچھلی مانگے تو سانپ دے، پس جبکہ تم برے ہوکر اپنے بچوں کو اچھی چیز دینا چاہو، تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دے گا۔ پس جو کچھ تم چاہتے ہو، کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں، وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو، کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے۔ (متی باب ع۸ (لوقا باب ۱۱)

حضرت عیسیٰ کا خود اپنے متعلق تصور

حضرت عیسیٰ نے ہمیشہ اپنے آپ کو ایک نبی اور ہادی اور رسول کی حیثیت سے پیش کیا۔

حضرت عیسیٰ جب اپنے وطن ناصرہ آئے، اور سبت کے دن عبادت خانہ میں تعلیم دینے لگے، تو بہت سے لوگ حیران ہوئے، اور کہنے لگے کہ یہ باتیں اس کو کہاں سے آگئیں اور یہ کیا حکمت ہے، جو اس کو بخشی گئی۔ کیا وہی بڑھی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہودا اور شمعون کا بھائی ہے، اور کیا اس کی بہنیں یہاں ہمارے یہاں نہیں۔ پس انھوں نے اس کے سبب ٹھوکر کھائی، یسوع نے ان سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور رشتہ دار اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا۔ (مرقس باب ع۶)

حضرت سے کہا گیا کہ ہیرودیس آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے، اسلئے بیت المقدس سے نکل کر کہیں اور چلے جائیے، اس کے جواب میں فرمایا مگر مجھے آج اور کل اور پرسوں اپنی راہ چلنی ضروری ہے، کیونکہ ممکن نہیں کہ نبی یروشلم سے باہر ہلاک ہو، اے یروشلم، اے یروشلم تو جو نبیوں کو

قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتی ہے۔
(لوقا باب ۱۳) اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے۔ جانیں، (انجیل یوحنا باب ۱۷)
لیکن میرے پاس جو گواہی ہے وہ یوحنا کی گواہی سے بڑی ہے، کیوں کہ جو کام باپ نے مجھے پورے کرنے کو دیئے ہیں، یعنی یہی کام جو میں کرتا ہوں، وہ میرے گواہ ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے (یوحنا باب ۸)
جس نے مجھے بھیجا ہے وہ سچا ہے اور جو میں نے اس سے سنا وہی دنیا سے میں کہتا ہوں، اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے سکھایا ہے اسی طرح یہ باتیں کہتا ہوں، اور جس نے مجھے بھیجا ہے، وہ میرے ساتھ ہے اس نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا ہے۔

حضرت عیسیٰ کے متعلق انکے حواری اور ہمعصروں کا تصور

شہر میں ایک بیوہ کے اکلوتے لڑکے کا جنازہ جارہا تھا، جب حضرت عیسیٰ نے اس کو زندہ کر دیا، تو لوقا باب ۷ میں ہے کہ سب پر دہشت چھا گئی اور وہ خدا کی بڑائی کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں اٹھا ہے اور یہ کہ خدا نے اپنی امت پر توجہ کیا۔ ایک فریسی کے گھر حضرت عیسیٰ کی دعوت تھی، ایک بدچلن عورت سنگ مرمر کی عطر دانی میں عطر لائی، وہ عورت اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی، اس پر عطر بھی ڈالا، تو دعوت کرنے والے فریسی نے یہ دیکھ کر اپنے جی میں کہا، اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اسے چھوتی ہے وہ کون و کیسی عورت ہے، (لوقا باب ۷)
حضرت مع شاگردوں کے قیصریہ فلپی کے علاقہ میں تھے تو راہ میں

اس نے اپنے شاگردوں سے پوچھا یہ کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاء اور بعض نبیوں میں کوئی اس نے ان سے پوچھا، لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو، پطرس نے جواب میں کہا، تو مسیح ہے۔ (مرقس باب ع۸، لوقا باب ع۹، متی باب ع۳)

جب یروشلم میں داخل ہوا، تو سارے شہر میں ہلچل پڑگئی، اور لوگ کہنے لگے، یہ کون ہے، بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرہ کا نبی یسوع ہے (متی باب ع۲۱)

بھیڑ میں سے ایک عورت نے پکار کر اس سے کہا کہ مبارک ہے وہ پیٹ جس میں تو رہا، اور وہ چھاتیاں جو تو نے چوسیں، اس نے کہا ہاں، مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے ہیں، اور اس پر عمل کرتے ہیں (لوقا باب ۱۱)

پھر عید کے آخر دن جو خاص دن ہے، یسوع کھڑا ہوا اور پکار کے کہا۔ اگر کوئی پیاسا ہے تو میرے پاس آکر پیئے، جو مجھ پر ایمان لائیگا اس کے اندر سے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی، بھیڑ میں سے بعض نے یہ باتیں سنکر کہا، بیشک وہ نبی ہے۔ اور بعض نے کہا یہ مسیح ہے۔ (یوحنا باب ۷)

ہر شخص جو انصاف کے ساتھ انجیل کو پڑھے گا۔

وہ بھی محسوس کرے گا کہ حضرت عیسٰی انسان تھے، خدا اور خدائی میں شریک وسہیم نہیں تھے، اس لئے کہ ایسا شخص جو ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس کا شجرۂ نسب موجود ہے، وہ کھاتا پیتا ہے۔ اس کو بھوک لگتی ہے وہ عبادت و دعا کرتا ہے، گرمی و سردی محسوس کرتا ہے، شیطان کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا، اسکو کیسے کوئی خدا یا خدائی میں شریک تصور کرسکتا ہے۔ اور حضرت عیسٰی کے ہم عمر اور ان کے

حواری اور ان پر ایمان لانے والوں نے ان باتوں کا مشاہدہ کیا تھا جس سے انکے بارے میں یہی اعتقاد رکھتے تھے ۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں یسوع مسیح کے عنوان پر ایک مسیحی عالم دینیات کا طویل مضمون ہے، جس کا اقتباس پیش کیا جارہا ہے، پہلی تین انجیلوں، متی، مرقس، لوقا، میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے یہ گمان کیا جاسکتا ہو کہ انجیلوں کے لکھنے والے یسوع کو انسان کے علاوہ کچھ اور سمجھتے تھے، ان کی نگاہ میں وہ ایک انسان تھا، ایسا انسان کہ جو خاص طور سے خدا کی روح سے فیضیاب اور خدا کے ساتھ ایک ایسا غیر منقطع تعلق رکھتا تھا، جس کی وجہ سے اس کو خدا کا بیٹا کہا جائے، تو حق بجانب ہے، خود متی اس کا ذکر بڑھی کے بیٹے کی حیثیت سے کرتا ہے، اور ایک جگہ بیان کرتا ہے کہ پطرس) نے اس کو مسیح تسلیم کرنے کے بعد الگ ایک طرف لیجاکر اسے ملامت کی (متی باب ۱۶، ۲۲)

یہ بات کہ یسوع خود اپنے آپ کو ایک نبی کی حیثیت سے پیش کرتے تھے اناجیل کی متعدد عبارتوں سے ظاہر ہوتی ہے مثلاً یہ کہ مجھے آج اور کل اور پرسوں اپنی راہ پر چلنا ضرور ہے، کیوں کہ ممکن نہیں کہ نبی یروشلم سے باہر ہلاک ہو (لوقا باب ۱۳، ۲۳)

وہ اکثر اپنا ذکر ابن آدم کے نام سے کرتا ہے، یسوع کہیں اپنے آپ کو ابن اللہ نہیں کہتا، اس لئے ہم جب اس کے متعلق یہ لفظ استعمال کرتے ہیں تو غالباً اس کا مطلب بھی اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا، کہ وہ اسکو خدا کا ممسوح سمجھتے ہیں، البتہ اپنے آپ کو مطلقاً بیٹے کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے، مزید براں وہ خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو بیان کرنے کیلئے

باپ کا لفظ اسی اطلاقی شان میں استعمال کرتا ہے اور اس کے تعلق کے بارے میں اپنے کو منفرد نہیں سمجھتا تھا بلکہ ابتدائی طور میں دوسرے انسانوں کو بھی خدا کے ساتھ اس خاص گہرے تعلق میں اپنا ساتھی سمجھتا تھا، البتہ بعد کے تجربے اور انسانی طبائع کے عمیق مطالعہ نے اسے یہ سمجھنے پہ مجبور کر دیا۔ کہ اس معاملہ میں وہ اکیلا ہے عید پنتیکست کے موقع پر پطرس کے یہ الفاظ کہ "ایک انسان جو خدا کی طرف سے تھا" یسوع کو اس حیثیت میں پیش کرتے ہیں، جس میں اس کے ہمعصر اس کو جانتے اور سمجھتے تھے، انجیلوں سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ یسوع بچپن سے جوانی تک بالکل فطری طور پر جسمانی و ذہنی نشو ونما کے مدارج سے گذرا اس کو بھوک لگتی تھی وہ تھکتا اور سوتا تھا، وہ حیرت میں مبتلا ہوتا۔ دریافت احوال کا محتاج تھا۔ اس نے دکھ اٹھایا۔ اور مرا۔ اس نے سمیع و بصیر ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ صریحاً اس سے انکار کیا۔ درحقیقت اگر اس کے حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ کیا جائے تو یہ اس پورے تصور کے بالکل خلاف ہوگا۔ جو ہمیں انجیلوں سے حاصل ہوتا ہے، بلکہ اس دعویٰ کے ساتھ آزمائش کے واقعہ کو گتسمنی اور کھوپڑی کے مقامات پر جو واردات گذریں ان میں سے کسی کو بھی مطابقت نہیں دی جا سکتی، تاوقتیکہ ان واقعات کو بالکل غیر حقیقی نہ قرار دیا جائے، پھر مسیح کو قادر مطلق سمجھنے کی گنجائش تو انجیلوں میں اور بھی کم ہے، کہیں اس بات کا اشارہ تک نہیں ملتا کہ وہ خدا سے بے نیاز ہو کر خود مختارانہ کام کرتا ہو، اس کے برعکس اس کے بار بار دعا مانگنے کی عادت اور اس قسم کے الفاظ کہ "یہ چیز دعا کے سوا کسی

اور ذریعہ سے نہیں ٹل سکتی ہے، اس بات کا صاف اقرار کرتا ہے کہ اس کی ذات بالکل خدا پر منحصر ہے، انتہی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کو باپ اور اپنے کو بیٹا کہنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کو باپ اور اپنے کو بیٹا کہنا بطور پیار اور اخلاص اور خدا سے خاص تعلق کی بنا پر تھا، عہد عتیق و جدید میں کسی شخص کو کسی سے خصوصیت حاصل ہو تو اس کو اس شخص اور شئی کا بیٹا کہنے کا محاورہ شائع و ذائع ہے، ان کتابوں میں نیکوکاروں کو سلامتی کا بیٹا بدکاروں کو شیطان کا بیٹا خبیث کا بیٹا تک استعمال ہوا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمعصر ان کو داؤد کا بیٹا بھی کہتے تھے، حضرت عیسیٰ نے جب اپنے کو بیٹا کہا اور خدا کو باپ کہا تو اس لفظ کا یہی مطلب ہوگا جو دوسرے لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں اور انہوں نے خدا کو باپ سے یاد کیا ہے اسی لئے اس استعمال سے اس زمانہ کے لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہوئی، اور وہ لوگ حضرت عیسیٰ کو ایک انسان اور بشر ہی تصور کرتے تھے۔ البتہ بیٹا یا خدا کا بیٹا بول کر ان کے نبی اور پیغمبر اور خدا سے خصوصی تعلق اور پیار و محبت کے تعلق کا اظہار کرنا مقصود ہوتا تھا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بذات خود اپنے آپ کو کثرت سے ابن آدم کہا ہے، بعض حضرات نے اس کو شمار کیا تو انہوں نے ساٹھ بار سے زائد استعمال کیا ہے۔

خدا پر باپ کا اطلاق اور کسی خصوصیت کے سبب اپنے کو بیٹا بولنے پر عہد عتیق و جدید سے چند مثالیں

سارے بنی اسرائیل کا خدا کا بیٹا ہونا (استثنار باب ۱۴)
تم خداوند خدا کے بیٹے ہو (خروج باب ۵) تب تو فرعون کو یوں کہیو کہ خدا نے یوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا، بلکہ پہلوٹا ہے سو میں تجھے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے (یرمیاہ باب ۲۱ کیوں کہ میں اسرائیل کا باپ اور افراہیم میرا پہلوٹا ہے، اسی باب کی آیت ۲۰ میں کہا، افراہیم میرا پیارا بیٹا ہے، حضرت داؤد کا خدا کا بیٹا ہونا (زبور باب ۸۹) وہ مجھے پکار کر کہے گا کہ تو میرا باپ، میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے، میں اسے اپنا پہلوٹا ٹھہراؤں گا، حضرت سلیمان کے بارے میں خدا حضرت داؤد کی زبانی ارشاد فرماتا ہے وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنائے گا۔ وہ میرا بیٹا ہوگا، اور میں اس کا باپ ہوں گا (تاریخ ۱ باب ۲۲) یہی بات باب ۲۸ میں بھی ہے اور حضرت سلیمان پر بیٹے کا اطلاق، سموئیل باب ۷) میں بھی ہے۔
انجیل متی باب ۵ آیت ۴۴-۴۵ میں تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا۔ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت رکھ، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو تا کہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔

حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو کہا کہ تم اپنے باپ ابلیس سے ہو یوحنا باب ع۸ آیت ع۴۴) تم اپنے باپ ابلیس سے ہو، اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو، آگے چل کر شیطان کو جھوٹ کا باپ کہا، عیسیٰ نے سلامتی کا بیٹا استعمال کیا، ستر شاگردوں کو روانہ کرتے وقت نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، اور جس گھر میں داخل ہو۔ پہلے کہو کہ اس گھر کی سلامتی ہو، اگر وہاں سلامتی کا کوئی فرزند ہوگا تو تمہارا سلام اس پر ٹھہرے گا۔ (لوقا باب ع۱۰ آیت ع۵) خبیث کا بیٹا عیلی کے دونوں بیٹوں کو بنی بلعال یعنی خبیث کا بیٹا کہا گیا (شموئیل باب ۲ آیت ع۱۲) استثنار باب ع۱۳ میں ہے یہ افواہ سنے کہ بعضے لوگ بنی بلعال تمہارے درمیان نکل گئے ہیں،

عبارت سے مطلب فہمی کا ضابطہ

مسلمانوں نے عبارت سے مطلب فہمی کا ضابطہ تو مقرر کیا ہی ہے، عیسائیوں کے یہاں بھی ضابطہ مقرر ہے اور یہ ضابطے ایسے ہیں کہ ہر عقل سلیم رکھنے والا اس ضابطہ کو تسلیم کرتا ہے، جس عبارت کے معنیٰ بیان کئے جارہے ہیں، سب سے پہلے اس بات کو دیکھا جائے گا کہ اس عبارت کو جس قائل کی طرف منسوب کیا جارہا ہے۔ اس کی نسبت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے یا دلیل ظنی سے، اس کے بعد اس عبارت کی دلالت اس معنیٰ پر قطعی ہے یا ظنی، قطعی الدلالت کا مطلب یہ ہے کہ جو معنیٰ مراد لئے جاتے ہیں وہ صراحتاً اس لفظ سے سمجھے جارہے ہیں، اس میں کسی تاویل یا تفسیر کی حاجت نہیں ہوتی ہے، مثلاً وہ لفظ مشترک ہے دو یا دو سے زیادہ معنیٰ رکھتا

ہے تو وہ لفظ کسی معنیٰ پر قطعی الدلالت نہیں ہوگا، اس لئے کہ جس معنیٰ کو مراد لیں گے اشتراک کی وجہ سے دوسرے معنیٰ کا احتمال رہے گا اگر قرائن صحیحہ لفظیہ یا عقلیہ کی وجہ سے کسی معنیٰ کو ترجیح دی جائے تو بھی اس معنیٰ پر اس لفظ کی دلالت ظنی ہوگی، قطع و یقین کے طور پر نہیں ہوگی، اگر وہ لفظ مجمل ہے جس کی وجہ سے متکلم کی تفسیر کے بغیر کسی معنیٰ کو مراد ہی نہیں لے سکتے ہیں تو قبل التفسیر اس کے کوئی معنیٰ ہی بنا نہیں سکتے ہیں، قطعی الدلالت و ظنی الدلالت کی بات تو بعد کی ہے، اسی طرح اگر وہ معنیٰ جو اس عبارت سے صراحتاً سمجھے جاتے ہیں، وہ دیگر نقل صحیح و صریح یا عقل صحیح کے مخالف ہوں تو اس عبارت کے صریح معنیٰ متکلم کی مراد نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ معنیٰ مجازی ہی لیئے جائیں گے جو اس مقام پر چسپاں ہوں، اور قرینہ لفظیہ یا عقلیہ اس پر دلالت کرتا ہو،

ڈاکٹر انگس اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۸ میں لکھتا ہے "کتب مقدسہ کا مطلب الفاظ سے تحقیق ہو سکتا ہے، اس لئے کہ الفاظ کا حقیقی علم خود مضمون ہی کا علم ہوتا ہے، لفظوں کے معنیٰ زبان کے محاورہ استعمال سے مقرر کیئے جاتے ہیں، اور جب ممکن ہو تو محاورہ استعمال کو خود انہیں کتب مقدسہ ہی سے دریافت کرنا چاہیئے، الفاظ کتب مقدسہ کے معنیٰ معروف لئے جاتے ہیں، مگر یہ کہ ایسے معنیٰ اس فقرے اور الفاظ یا سیاق دلیل یا کتب مقدسہ کے اور مقاموں کے مخالف ہوں، جو معنیٰ لفظوں کے پھیرا لیئے جائیں، وہ ضرور ہے کہ قرائن کے ساتھ ہوں، یعنی ہمیشہ متن کے سیاق

کے موافق ہوں اور جب کہ معنیٰ معروف مخالف قرائن ہوں تو ترک کیے جائیں اور ایسے معنیٰ لیے جائیں کہ اس فقرے اور الفاظ کے تقاضے کو پورا اور شرائط کو ادا کرتے ہوں اور ثابت ہو سکیں۔ استعمال محاورہ خواہ کتب مقدسہ یا دیگر کتب عامہ میں ہو، ایسا طرز کلام جائز ہے (پیغام محمدی ص ۱۱)

ابن اللہ کا لفظ مقامات کثیرہ پر انبیاء اور مومنین کی شان میں آیا ہوا ہے، مگر چونکہ معنیٰ حقیقی اس کے مخالف عقل و نقل ہیں۔ عیسائی حضرات بھی اس کے معنیٰ مجازی یعنی رسول اللہ یا برگزیدۂ خدا وغیرہ لیتے ہیں، لہٰذا جب یہی لفظ حضرت عیسیٰ کی شان میں آیا ہوا ہے تو اس کے بھی وہی معنیٰ مراد ہوں گے، کہ وہ رسول خدا اور برگزیدۂ خدا ہیں، اسی طرح حضرت عیسیٰ نے جہاں کہیں اپنی شان میں ان الفاظ کو استعمال کیا ہے وہاں پر مجازی معنیٰ لینا متعین ہو گا۔

حضرت عیسیٰ کا قول "میں اور باپ ایک ہوں" سے اتحاد مجازی مراد ہے

انجیل یوحنا باب ۱۰ ۲۸ تا ۳۱ اور میں انھیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں، اور وہ ابد تک کبھی ہلاک نہ ہوں گے اور کوئی انھیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لیگا۔ میرا باپ جس نے مجھے وہ دی ہے، سب سے بڑا ہے اور کوئی باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا ہے، میں اور باپ ایک ہیں۔ یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اٹھائے، یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے

تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں، ان میں سے کس کام کے سبب مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب نہیں بلکہ کفر کے سبب تجھے سنگسار کرتے ہیں، اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے، یسوع نے انہیں جواب دیا، کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو جب کہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا ہے، کہتے ہو کہ کفر بکتا ہے اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں، اگر میں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا تو میرا یقین نہ کرو لیکن اگر میں کرتا ہوں تو گو میرا یقین نہ کرو، مگر ان کاموں کا تو یقین کرو تاکہ تم جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں۔

اس عبارت میں تو خود حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ اتحاد حقیقی مراد نہیں ہے، اس لئے کہ مجھ سے پہلے جن لوگوں پر خدا کا کلام نازل ہوا اور ان کے اس پر عمل کرنے اور اس کی متابعت کی وجہ سے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا گیا اسی طرح میں جب خدا کا رسول ہوں تو یہ اطلاق کیوں کر کفر ہوگا۔"

حضرت عیسیٰ نے آخیر وقت میں اپنے حواریوں کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تو انہیں دنیا سے اٹھالے بلکہ یہ کہ اس شریر سے ان کی حفاظت کر جس طرح میں دنیا کا نہیں وہ بھی دنیا کے نہیں، انہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر،

تیرا کلام سچا ہے جس طرح تو نے مجھے دنیا میں بھیجا اس طرح میں نے بھی انہیں دنیا میں بھیجا اور ان کی خاطر میں اپنے آپ کو مقدس کرتا ہوں تاکہ وہ بھی سچائی کے وسیلے سے مقدس کئے جائیں میں صرف ان ہی کے لئے درخواست نہیں کرتا بلکہ ان کے لئے بھی جو ان کے کلام کے وسیلے سے مجھ پر ایمان لائیں گے، تاکہ وہ سب ایک ہوں۔ یعنی جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں، وہ بھی ہم میں ہوں، دنیا ایمان لائے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا اور وہ جلال جو تو نے مجھے دیا ہے میں نے بھی انہیں دیا ہے تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں، میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں۔ اور دنیا جانے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے" (انجیل یوحنا باب ۱۷)

جس طرح حضرت عیسیٰ نے اپنے بارے میں کہا کہ میں اور باپ ایک ہیں اسی طرح ان شاگردوں کے بارے میں تو بھی دعا کی کہ اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں، اسی طرح فرمایا، میں ان میں اور تو مجھ میں، اگر حضرت عیسیٰ کا خدا میں ہونا حضرت عیسیٰ کو خدا بنا دے گا۔ تو یہ سارے حواری بھی خدا بن جائیں گے۔ حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں ہے، بلکہ حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ سے انکے بارے میں درخواست کرتے ہیں کہ اپنے فضل و کرم سے انکو ایسا بنا دے کہ وہ انہیں چیزوں سے محبت کریں جس سے تو محبت کرتا ہے انہیں چیزوں کا ارادہ کریں جس کو تو چاہتا ہے انہیں چیزوں پر عمل کریں جس سے تو راضی ہو، اور جب یہ درجہ حاصل ہو گا تو کہنا صحیح ہو گا کہ وہ اور خدا ایک ہیں، جیسے تمہارا کوئی دوست ہو

اور وہ اسی چیز کو پسند کرے جو تم کو پسند ہو، اور جس سے تم کو نفرت ہو اس کو بھی اس سے نفرت ہو تو اس موقع پر کہتے ہو ہیں اور میرا دوست دونوں ایک ہیں۔ سہ جیسے شاعر نے بطور مجاز کہا۔

من تن شدم تو جاں شدی من جاں شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

یوحنا کا پہلا خط باب ۴، آیت ۱۱ میں ہے "اے عزیزو خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اگر ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے اور اس کی محبت ہمارے دل میں کامل ہو گئی، جو کوئی اقرار کرتا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ خدا اس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں، خدا سے محبت ہے اور جو محبت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے"۔ یوحنا کا اپنے خط میں اس کو استعمال کرنا خود دلالت کرتا ہے کہ اس نے اتحاد سے اتحاد مجازی سمجھا ہے۔

الغرض عہد عتیق و جدید کے محاورہ کی بنا پر اس طرح کے جملے اور فقرے سے حضرت عیسیٰ کی الوہیت پر استدلال تو دور کی بات ہے، شبہ بھی نہیں پیدا ہوتا ہے اور انجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو تصویر سامنے آتی ہے وہ محض ایک مقدس رسول اور برگزیدہ خدا کی آتی ہے نہ کہ خدا یا خدا کے بیٹے ہونے کی، اسی لئے حواریوں میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ کے خدا ہونے یا خدائی میں شریک ہونے کا قائل نہیں تھا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لئے جانے کے بعد پطرس حواری نے جو تقریر کی ہے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک انسان اور برگزیدہ انسان اور خدا کا رسول و پیغمبر ہی بنا کر

پیش کیا ہے، پینتیکست کے دن پطرس نے اپنے وعظ میں کہا، "اے اسرائیلو یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا۔ جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے" (اعمال باب ۲ع)

گناہوں کا کفارہ اور راہِ نجات

تمام آسمانی کتابیں ایک زبان ہو کر کہتی ہیں کہ نجات خدا کے فضل و کرم سے ہوتی ہے، جس پر اس کا فضل ہوا اسے نجات ملی جو اس کے کرم سے محروم رہا وہ ہلاکت ابدی میں پڑا اس کے ساتھ ان کتابوں میں اس کا بھی بیان ہے کہ خدا کا فضل وکرم ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور شریعت الہٰی پر عمل کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کی سفارش و شفاعت سے بھی بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت موسوی کی تجدید کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس لئے شریعت کا بیان تفصیلی نہیں ہے۔ اس کے باوجود اگر اس نقطۂ نظر سے انجیل کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں بھی ایمان و عمل صالح اور شفاعت مقربین سے گناہوں کی معافی اور نجات کا ذکر موجود ہے، اس سلسلہ میں انجیل سے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں (یوحنا باب ۱۷ع)

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا ہے اور اس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے، ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے اس پر سزا

کا حکم نہیں ہوتا ہے (یوحنا باب ۵)

میرے باپ کی مرضی یہ ہے کہ جو کوئی بیٹے کو دیکھے اور اس پر ایمان لائے ہمیشہ کی زندگی پائے (یوحنا باب ۶)

ایک عالم شرع اٹھا اور یہ کہہ کر اس کی آزمائش کرنے لگا، کہ اے استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں، اس نے اس سے کہا کہ توریت میں کیا لکھا ہے تو کس طرح پڑھتا ہے اس نے جواب دیا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھو۔ اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ اس نے اس سے کہا تو نے ٹھیک جواب دیا، یہی کر تو تو جیئے گا (لوقا باب ۱۰)

انجیل متی باب ۱۹ میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ اے استاد کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں، تو یسوع نے جواب دیا لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر اس نے اس سے کہا کون سے حکموں پر، یسوع نے کہا یہ کہ خون نہ کر، زنا نہ کر چوری نہ کر، جھوٹی گواہی نہ دے، اپنے باپ کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنے مانند محبت رکھ۔

جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں، ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا، مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے، پس جو کوئی میری باتیں سنتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے، وہ اس عقلمند آدمی کے مانند ٹھہرے گا جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور

اس گھر پر ٹکریں لگیں، لیکن وہ نہ گرا۔ کیوں کہ اس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی ہے، اور جو کوئی میری باتیں سنتا ہے اور ان پر عمل نہیں کرتا ہے وہ اس بیوقوف آدمی کے مانند ٹھہرے گا جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اس گھر کو صدمہ پہونچا اور وہ گر گیا اور بالکل برباد ہو گیا۔ (متی باب ۷)۔

لوقا باب ۱۲ میں ہے اے چھوٹے گلے نہ ڈرو کیوں کہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہت دے اپنا مال و اسباب بیچ کر خیرات کر دو اور اپنے لئے ایسے بٹوے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے، یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا، جہاں چور نزدیک نہیں جاتا۔ اور کیڑا خراب نہیں کرتا۔

"یسوع نے اس پر نظر کی اور اسے اس پر پیار آیا اور اس سے کہا کہ ایک بات کی تجھ میں کمی ہے، جا جو کچھ تیرا ہے بیچ کر غریبوں کو دے، تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا۔ اور آ کر میرے پیچھے ہو لے" (مرقس باب ۱۰)

"زکائی نے کھڑے ہو کر خداوند سے کہا، اے خداوند دیکھ میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر کسی کا کچھ ناحق لیا ہے تو اس کو چوگنا ادا کرتا ہوں، یسوع نے اس سے کہا آج اس گھر میں نجات آئی ہے"، (لوقا باب ۱۹)۔

لوقا باب ۶ میں ہے تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر ناامید ہوئے قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہوگا۔ اور تم خدا کے بیٹے ٹھہرو گے کیوں کہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحمدل ہو، عیب جوئی نہ کرو، تمہاری بھی عیب جوئی

نہ کی جائے گی۔ مجرم نہ ٹھہراؤ تم بھی مجرم نہ ٹھہرائے جاؤ گے خلاصی دو، تم بھی خلاصی پاؤ گے، دیا کرو تمہیں بھی دیا جائے گا۔ اچھا پیمانہ داب داب کر اور ہلا ہلا کر اور لبریز کر کے تمہارے پلے میں ڈالیں گے۔ کیوں کہ جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے لئے ناپا جائے گا۔"

متی باب ۱۸ میں ہے پطرس نے پاس آکر اس سے کہا اے خداوند اگر میرا بھائی گناہ کرتا رہے تو میں کتنی بار معاف کروں کیا سات دفعہ تک یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات دفعہ بلکہ سات دفعہ کے ستر گنے تک ؟!

پھر ایک تمثیل بیان کی جس کے آخر میں ہے اس پر اس کے مالک نے اس کو پاس بلا کر اس سے کہا اے شریر نوکر میں نے وہ سارا قرض تجھے اس لئے بخش دیا کہ تو نے میری منت کی تھی کیا تجھے لازم نہ تھا کہ جیسا میں نے تجھ پر رحم کیا تو بھی اپنے ہم خدمت پر رحم کرتا، اور اس کے مالک نے غصہ ہو کر اس کو جلادوں کے حوالہ کیا کہ جب تک تمام قرض ادا نہ کر دے قید میں رہے، اسی طرح تمہارے ساتھ میرا آسمانی باپ بھی کرے گا۔ اگر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کو دل سے معاف نہ کرے۔

توبہ سے گناہ معاف ہونے اور خدا کے خوش ہونے کی بابت حضرت مسیح نے کئی ایک تمثیل بیان کی، ایک تمثیل نقل کی جارہی ہے لوقا باب ۱۵ میں ہے "تم میں ایسا کون آدمی ہے جس کے پاس سو بھیڑیں ہوں اور ان میں سے ایک کھوئی جائے تو ننانوے کو بیابان میں چھوڑ کر اس کھوئی ہوئی کو جب تک مل نہ جائے، ڈھونڈھتا نہ رہے

پھر جب مل جاتی ہے تو وہ خوش ہو کر اسے کندھے پر اٹھا لیتا ہے اور گھر میں پہونچ کر دوستوں اور پڑوسیوں کو بلاتا اور کہتا ہے کہ میرے ساتھ خوشی کرو کیوں کہ میری کھوئی ہوئی بھیڑ مل گئی ہے میں تم سے کہتا ہوں اسی طرح ننانوے راستبازوں کے بنسبت جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے ایک توبہ کرنے والے گنہ گار کی بابت آسمان میں زیادہ خوشی ہوگی

انجیلی عیسائیت کلیسا کی عیسائیت سے بکسر مختلف ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر ہیں جن کے ہاتھ پر طرح طرح کے معجزات کا ظہور ہوا، انہوں نے خدا کی توحید اپنی رسالت اور تورات کے احکام پر عمل کرنے کی دعوت دی، یہودیوں کے ربیوں کے درمیان قیاسی احکامات میں جو اختلافات تھے اس میں صحیح و غلط کا فیصلہ کیا اور توریت کے بعض احکام کو منسوخ کیا اور جہنم کے عذاب اور اس سے نجات کے لئے ایمان اور شریعت کے احکام پر عمل کرنے پر زیادہ زور دیا ہے، معلوم ہوا کہ جیسے اور انبیاء دنیا میں تشریف لائے اور انہوں نے خدا کی توحید کی دعوت دی۔ اور ان لوگوں کے دعوت الی اللہ کا جو انداز تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت اُن سے مختلف نہیں تھی، ایک طرف عیسائیت کی یہ تصویر ہے جو انجیلوں سے ثابت ہو رہی ہے، دوسری طرف کلیسا کی عیسائیت ہے جس میں حضرت عیسیٰ خدا اور خدا کے بیٹے بن جاتے ہیں پھر اسی عقیدہ سے دوسرا عقیدہ کفارہ بنا لیا گیا کہ جب وہ خدا اور خدا کا بیٹا ہے۔ تو آخر صلیب پر چڑھ کر لعنت کی موت کیوں مرا۔ اس سوال کے حل کے لئے انہوں نے کفارہ کا عقیدہ تصنیف کر لیا،

پھر جب بیٹے کی الوہیت مسیح کی ذات میں مجسم ہو گئی تو اس سے ایک دوسرا مسئلہ پیدا ہوا کہ مسیح کی شخصیت میں الوہیت و انسانیت جمع ہیں تو ان میں باہم نسبت کیا ہے، اس طرح تثلیث و کفارہ کا عقیدہ کلیسا کی عیسائیت کا جزر لاینفک بن گیا ہے، اس تبدیلی کی تاریخ اور اس عقیدے کی تشریح اور توضیح اور اس کی تردید کو مناسب موقع پر مستقل عنوان کے تحت تفصیل سے سب کو ذکر کیا جائیگا مگر اس اجمالی بیان سے یہ بات تو بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کلیسا کی عیسائیت انجیلی عیسائیت سے بالکل الگ ایک چیز ہے، عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی عقیدت اور تعظیم میں غلو کر کے اور دوسری قوموں کے عقائد و اوہام و فلسفہ کو اپنے عقائد میں شامل کر کے عیسائیت کو ایک بالکل نیا مذہب بنا دیا۔ جس کا مسیح کی تعلیمات سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے، بلکہ انہوں نے اپنے وہم و خیال سے ایک خیالی مسیح تصنیف کر لیا جس کا واقعاتی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات قرآن میں

تمام انبیاء پر ایک ہی دین نازل کیا گیا اور اس کا مقصد بھی ایک ہی تھا کہ لوگوں کو توحید کی تعلیم دی جائے اور اسی ایک ذات کی عبادت کا حکم دیا جائے:۔ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ. (شوریٰ ۲)

خدا نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کی وصیت نوح کو

کی تھی اور جس کو ہم نے آپ پر وحی کیا اور جس کی ہم نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو وصیت کی تھی کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں جھگڑا نہ کرنا۔
وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (الانبیاء ۲۵)

آپ سے پہلے جب بھی ہم نے کسی رسول کو بھیجا تو اس کو یہی تعلیم دی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اس لئے تم سب میری ہی عبادت کرو۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اگلے انبیاء کی رسالت کی ایک کڑی ہے، جس کا مقصد بھی یہی تھا کہ لوگوں کو دعوت دی جائے کہ اپنے مالک کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت، رسالتِ موسوی کی تجدید اور اس کا تکملہ تھی، جس کی وجہ سے یہ رسالت عالمگیر رسالت نہیں تھی، بلکہ قوم بنی اسرائیل کے لئے مخصوص تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کی تصدیق کرتے اور اس پر خود عمل کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کی تلقین کرتے تھے ان پر ایک کتاب انجیل نازل کی گئی جس میں ہدایت و نور ہے اور وہ تورات کی تصدیق کرتی تھی، اور یہود بہت سے مسائل میں آپس میں جھگڑتے تھے حضرت عیسیٰ انہیں حق بات کو بتاتے تھے اور تورات کے بعض احکام کو بحکم خدا منسوخ بھی کر دیا تھا۔

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ ۖ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ (المائدہ ۴۶)

لَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (زخرف ۴۳)

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (آل عمران ۵۰-۵۱)

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ (آل عمران ۴۹) قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا (مریم ۳۰-۳۲)

وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ (المائدۃ ۷۲)

اور ایک خاص مشن حضرت عیسیٰ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دینا بھی تھا۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصف ۶)

قرآن کی پیش کردہ عیسائیت کی تصویر کے حسب ذیل نقاط ہیں، (۱) خدا کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت (۲) حضرت موسیٰ کی شریعت کی تکمیل ہے کوئی عالمگیر رسالت نہیں ہے، اور

اس کا ذکر انجیل میں بھی ہے،
چنانچہ متی کی انجیل باب ۱۵ میں حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد ہے "میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں اسی طرح انجیل کے حوالہ سے حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد پہلے گذر چکا ہے، یہ نہ سمجھو کہ میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ نہیں بلکہ اس کو پورا کرنے آیا ہوں"۔

(۳) حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت اور بنی اسرائیل سے سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کا انذار و اعلان۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت اور بنی اسرائیل سے سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کا اعلان

(۱) پھر اس نے لوگوں سے یہ تمثیل کہنی شروع کی کہ ایک شخص نے انگوری باغ لگا کر باغبانوں کو ٹھیکے پر دیا اور ایک بڑی مدت کے لئے پردیس چلا گیا۔ اور پھل کے موسم پر اس نے ایک نوکر باغبانوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ باغ کے پھل کا حصہ اسے دیں لیکن باغبانوں نے اسے پیٹ کر خالی ہاتھ لوٹا دیا، پھر اس نے ایک اور نوکر کو بھیجا انہوں نے اس کو بھی پیٹ کر اور بے عزت کر کے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر اس نے تیسرا بھیجا انہوں نے اس کو بھی زخمی کر کے نکال دیا۔ اس پر باغ کے مالک نے کہا کیا کروں میں اپنے پیارے بیٹے کو بھیجوں گا شاید اس کا لحاظ کریں، جب باغبانوں نے اسے دیکھا تو آپس میں

صلاح کر کے کہا کہ یہی وارث ہے اسے قتل کریں کہ میراث ہماری ہو جائے پس اس کو باغ کے باہر نکال کر قتل کیا۔ اب باغ کا مالک ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ وہ آکر ان باغبانوں کو ہلاک کرے گا۔ اور باغ اوروں کو دیدے گا۔ انہوں نے یہ سنکر کہا خدا نہ کرے اس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا پھر یہ کیا لکھا ہے کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ جو کوئی اس پتھر پر گرے گا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا (لوقا باب ۲۰)

اور متی باب ۲۱ میں یہی تمثیل اس سے مفصّل ہے جس میں یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کا پتھر ہو گیا، یہ خداوند کی طرف سے ہوا، اور ہماری نظر میں عجیب ہوا۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائیگی اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر وہ جس پر گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ جب سردار اور کاہنوں نے، فریسیوں نے اس کی تمثیلیں سُنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہتا ہے اور اس کو پکڑنے کی کوشش میں تھے، لیکن لوگوں سے ڈرتے تھے، کیوں کہ وہ اسے جانتے تھے، اسی طرح یہ تمثیل مرقس باب ۱۲ میں بھی ہے

اس تمثیل میں انگوری باغ کا مالک اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور باغبان ٹھیکے پر لینے والے اس سے مراد قوم یہود ہیں۔ نوکر سے مراد انبیاء بنی اسرائیل جس کے آخر حضرت زکریا و یحییٰ ہیں، جن کو یہودیوں نے قتل کیا اور پیارے بیٹے سے مراد حضرت عیسیٰ ع

جن کے قتل کرنے پر یہود مصر تھے اور اپنے گمان میں ان کو قتل بھی کر دیا جس سے مالک یعنی خدا ناراض ہوا۔ اور نبوت و حکومت ان سے سلب کر لی۔ اور دوسرے باغبانوں سے جو موسم پر اس کو پھل لا کر دیں اس سے مراد امت محمدیہ ہے جو پانچوں نماز اس کے وقت مقررہ پر پڑھتے ہیں اور اپنے وقت پر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اس کی توحید و تسبیح کرتے ہیں، جس پتھر کو معماروں نے رد کیا اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہود آل اسماعیل کو حقیر جانتے تھے، اس لئے ان کی نظر میں عجیب ہوا، اس پتھر سے حضرت عیسیٰ مراد نہیں ہو سکتے ہیں، اس لئے کہ اس کے لڑکے کو تو باغبانوں نے پکڑ لیا۔ اس کے بعد وہ پتھر آیا جو مقابلہ کرنے والوں کو پیس کے رکھ دیگا اور کاہنوں اور فریسیوں نے بھی یہی سمجھا کہ وہ بنی اسرائیل سے نہیں ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ لوگ ناراض ہو کر حضرت عیسیٰ کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔

(۲) خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے

حضرت یحییٰ یہودیہ کے بیابان میں منادی کرنے لگے کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے (متی باب ۳)

حضرت عیسیٰ نے ملکوت اللہ کی بشارت دی اس وقت سے یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیوں کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے (متی باب ۴)

حضرت عیسیٰ نے دعا کی تعلیم دی تو فرمایا کہ تم دعا کرو، اے

ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہت آئے (متی باب ۶، لوقا باب ۱۱)

حضرت عیسیٰ نے بارہ حواریوں کو تبلیغ کے لئے روانہ کیا، تو اس میں حکم دیا "اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے،(متی باب ۱۰)اسی طرح لوقا باب ۹ میں ہے۔ اور انہیں خدا کی بادشاہت کی منادی کرنے اور بیماروں کو اچھا کرنے کے لئے بھیجا اور ستر شاگردوں کو منتخب کر لیا تو ان کو حکم دیتے ہوئے فرمایا "اور ان سے کہو کہ خدا کی بادشاہت تمہارے نزدیک آپہنچی ہے۔" (لوقا باب ۱۰)۔

خدا کی بادشاہت کی بشارت حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ نے دی، حواریوں اور ستر شاگردوں نے دی اور وہ سب لوگ اس کے آنے کے امیدوار تھے، خدا کی بادشاہت سے نجات کا وہ طریقہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوا مراد نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ حضرت عیسیٰ کے دعوی نبوت کے بعد وہ طریقہ تو ظاہر ہو چکا۔ بلکہ اس سے نجات کا وہ طریقہ مراد ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ پھر وہ طریقۂ نجات بادشاہت ہے جس میں مخالفین کے ساتھ جہاد و قتال ہوگا۔ جس کی وجہ سے شریعت اسلامی کا مصداق ہونا اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ اسی شریعت میں جہاد ہے اور حضرت عیسیٰ کی شریعت میں جہاد نہیں ہے اور اس بادشاہت سے دین عیسوی کا پوری دنیا میں پھیلنا بھی مراد نہیں ہو سکتا ہے، اس لئے کہ انجیل میں یہی کہا ہے کہ آسمانی بادشاہت

اس آدمی کے مانند ہے جس نے اپنے کھیت میں اچھا بیج بویا ہو (متی باب ۱۳)
دوسری تمثیل آسمان کی بادشاہت اس بالی کے دانے کے مانند ہے
جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا، (متی باب ع ۱۳)
تیسری تمثیل میں آسمان کی بادشاہت اس خمیر کے مانند ہے جسے
کسی عورت نے لیکر تین پیمانہ آٹے میں ملا دیا ہو۔
آسمانی بادشاہت کو آدمی جس نے بیج بویا، اس سے مشابہ قرار دیا
کھیتی کے بڑھنے اور کاٹنے سے تشبیہ نہیں دی اسی طرح رائی کے دانے
سے تشبیہ دی بہت بڑے درخت سے تشبیہ نہیں دی اسی طرح خمیر سے
تشبیہ دی سب آٹے کے خمیر بن جانے سے تشبیہ نہیں دی ہے، یہ دلیل
ہے کہ اس سے دین عیسیٰ کی اشاعت اور ساری دنیا میں پھیل جانا مراد
نہیں ہے پھر اس سے پہلی بشارت میں حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ آسمان
کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی، اور اس قوم کو دی جائے گی،
جو اس کے پھل لاکر دے جائے،
(ع ۲) آسمان کی بادشاہت اس گھر کے مالک کے مانند ہے جو سویرے
نکلا تاکہ اپنے انگوری باغ میں مزدور لگائے اور اس نے مزدوروں
سے ایک دینار روز ٹھہرا کر انہیں اپنے باغ میں بھیج دیا، پھر پہر دن
چڑھے کے قریب نکل کر اس نے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے
دیکھا اور ان سے کہا تم بھی باغ میں چلے جاؤ اور جو واجب ہے
تمہیں دوں گا، پس وہ چلے گئے، پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر
کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں
کو کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے

رہے انہوں نے اس سے کہا، اس لئے کہ ہم کو کسی نے مزدوری پر نہیں لگایا اس نے ان سے کہا تم بھی باغ میں چلے جاؤ، جب شام ہوئی تو باغ کے مالک نے اپنے کارندوں سے کہا کہ مزدوروں کو بلا، اور پچھلوں سے لیکر پہلوں تک انہیں مزدوری دیدے، جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن رہے، لگائے گئے تھے تو انہیں ایک ایک دینار ملا۔

جب پہلے مزدور آئے تو انہوں نے سمجھا کہ ہمیں زیادہ ملیگا اور ان کو بھی ایک ہی دینار ملا، جب ملا تو گھر کے مالک سے یہ کہہ کر شکایت کرنے لگے، کہ ان پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کام کیا ہے اور تو نے انھیں ہمارے برابر کر دیا، جنھوں نے دن بھر کا بوجھ اٹھایا تھا اور سخت دھوپ سہی اس نے جواب دیکر ایک سے کہا میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا، کیا تیرا مجھ پر ایک دینار نہیں ٹھہرا تھا۔ جو تیرا ہے اٹھالے اور چلا جا میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اس پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال کو جو چاہوں، سو کروں یا تو اس لئے کہ میں نیک ہوں بُری نظر سے دیکھتا ہے اسی طرح آخر اول ہو جائیں گے، اور اول آخر (متی باب ۲۰)

امت محمدیہ آخر ہیں مگر اجر و ثواب پانے میں مقدم، عن ابی هريرة انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول نحن الآخرون السابقون يوم القيامة بيد انهم اوتوا الكتاب من قبلنا۔ (بخاری شریف باب فرض الجمعہ)

اور ابن عمر کی حدیث بخاری میں ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انما مثلکم و اليهود و النصارى كرجل استعمل عمالاً

فقال من یعمل لی الی نصف النهار علی قیراط قیراط فعملت الیهود علی قیراط قیراط ثم عملت النصاری علی قیراط قیراط ثم انتم تعملون من صلوٰة العصر الی مغارب الشمس علی قیراطین قیراطین فغضبت الیهود والنصاریٰ وقالوا نحن اکثر عملا واقل عطاء قال هل ظلمتکم من حقکم شیئا قالوا لا قال فذالك فضلی اوتیه من اشاء، اور ابو موسیٰ اشعری کی حدیث میں اس سے ملتا جلتا مضمون ہے جس کے آخر میں ہے، فذالك مثلهم ومثل ما قبلوا من هٰذا النور۔

رواه البخاری، ابن عمر اور ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کا مضمون انجیل کی تمثیل کے قریب قریب ہے،

(۴) اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے، اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا، کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی سچائی کی روح جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیوں کہ نہ اسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے، تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے، اور تمہارے اندر رہتا ہے میں تمہیں یتیم نہ چھوڑوں گا، میں تمہارے پاس آؤں گا (یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵ تا ۱۸) میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا، میں تمہیں اطمینان دیئے جاتا ہوں (یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۵ تا ۲۷) اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیوں کہ دنیا کا سردار

آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں لیکن یہ اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا جانے کہ میں باپ سے محبت رکھتا ہوں اور جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا۔ میں ویسا ہی کرتا ہوں (یوحنا باب ۱۴، آیت ۳۰-۳۱)

حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کے گنہگار ہونے کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا "اگر میں نہ آتا اور ان سے کلام نہ کرتا تو وہ گنہگار نہ ٹھہرتے، لیکن ان کے پاس اب گناہ کا عذر نہیں" آگے چل کر فرمایا کہ "لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کی روح، جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیوں کہ شروع سے میرے ساتھ ہو، میں نے یہ باتیں تم سے اس لئے کہیں کہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ" (یوحنا باب ۱۵ آیت ۲۶، ۲۷)

لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا، اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے، راستبازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے، عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا۔ مجھے تم سے اور بھی باتیں کہنی ہیں، مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئیگا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو سنے گا وہی کہیگا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا

وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ اس لئے کہ مجھ سے حاصل کرکے تمہیں خبریں دے گا۔ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے اس لئے میں نے کہا کہ وہ مجھ سے حاصل کرتا ہے، اور تمہیں خبر دیگا یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۳ تا ۱۶
ان بشارتوں کی وجہ سے اہل کتاب ایک نبی کے مبعوث ہونے کے منتظر تھے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اہل کتاب کو بھی انتظار تھا چنانچہ نجاشی شاہ حبشہ کو جب آپ کا خط ملا تو اس نے کہا۔ اشھد باللہ انہ النبی الذی ینتظرہ اھل الکتاب اور جواب لکھا کہ میں جعفر طیارؓ کے ہاتھوں بیعت ہو کر مسلمان ہو گیا ہوں، اسلام لانے سے پہلے وہ نصرانی تھا اسی طرح آپ نے مقوقس شاہ مصر کے پاس خط لکھا تو اس نے جواب تحریر کیا فقد قرات کتابک وفہمت ما ذکرت وما تدعوا الیہ وقد علمت ان نبیا قد بقی وقد کنت اظن انہ یخرج بالشام وقد اکرمت رسولک اس میں اس نے اعتراف کیا کہ ایک نبی کا خروج باقی تھا جس کے بارے میں میرا خیال تھا کہ اس کا ظہور ملک شام میں ہوگا،

ہرقل قیصر روم کے پاس آپ نے خط لکھا تھا، اور دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ عظیم بصرٰی کے توسط سے اس تک پہونچا اس نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے ذریعہ تحقیقات کیں اس نے بھی کہا وقد کنت اعلم انہ خارج لم اکن اظن انہ منکم کہ مجھ کو یہ بات تو معلوم تھی کہ ایک نبی کا ظہور ہوگا مگر یہ نہیں گمان تھا کہ تم لوگوں میں ہوگا۔ ہرقل نے اپنے ایک ساتھی کے پاس خط لکھا جو علم وفضل میں ہرقل کے ٹکر کا تھا اسکی بھی وہی رائے تھی (البخاری) وفد نجران

جب مدینہ آرہا تھا اس میں تین شخص حد درجہ معزز تھے، ان میں ابو حارثہ بڑا عالم تھا۔ اس نے اپنے بھائی کرز سے کہا واللہ انہ النبی الذی کنا ننتظرہ جس کی وجہ سے کرز بعد میں مسلمان ہو گیا۔

اس طرح کے کتنے ہی واقعات ہیں جن کو ابن قیم نے ہدایۃ الحیاریٰ میں ذکر کیا جن کو تفصیل دیکھنی ہے ہدایۃ الحیاریٰ اور اظہار الحق۔ "الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح" کا مطالعہ کرے، ہمارا مقصد یہاں پر صرف اتنا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے اس فرمان کی وجہ سے ان نصرانیوں کو اس نبی کے آنے کا انتظار تھا۔ اسی لئے بعض عیسائیوں نے بھی دعویٰ کیا کہ میں ہی مددگار فارقلیط ہوں اور بہت سے عیسائی اس پر ایمان لائے، رومن تواریخ کلیسا میں ہے کہ مونٹانس نے ۱۷۰ء میں دعویٰ کیا تھا کہ میں فارقلیط ہوں (نوید جاوید صفحہ ۹۴) (اظہار الحق ج ۴ صفحہ ۱۱۸۸)

انجیل یوحنا میں اس مددگار۔ دنیا کا سردار۔ اور کسی کسی ترجمہ انجیل میں مددگار کی جگہ وکیل و شفیع کا لفظ آیا ہے، اس کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آتے ہیں (۱) ابد تک تمہارے ساتھ رہیگا (۲) وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا (۳) جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ (۴) میری (یعنی حضرت عیسیٰ کی) گواہی دے گا۔ اور تم بھی گواہ ہو (۵) اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ (۶) دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا، (۷) مجھے تم سے اور بھی باتیں کہنی ہیں، مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب

وہ آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ میرا جلال ظاہر کریگا۔

(۱) روح الحق اور مددگار کو اپنے جانے پر موقوف رکھا اس لئے کہ دو رسول مستقل شریعت والے ایک زمانہ میں نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر ایک دوسرے کی شریعت کا متبع ہو تو دو رسول ایک وقت میں ہو سکتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ و ہارون، (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے گواہی دیں گے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہوں گے یعنی ان کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں اور ان کی ماں پر تہمت رکھتے ہیں انکے خلاف حضرت عیسیٰ کی رسالت و عبدیت اور ان کی ماں کی طہارت کو ان لوگوں کے درمیان بیان کریں گے۔ اسی طرح ان کی الوہیت کے جو قائل ہیں۔ جو بدترین طرح کا کفر ہے۔ ان پر انکار کریں گے۔ حواری بھی ان باتوں کو جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ کیا ہیں، پھر ان کو یاد دلایا اور بتلایا تاکہ وہ لوگ اور ان کے توسط سے دوسرے لوگ اس پر ایمان لائیں۔

(۳) حضرت عیسیٰ کو بہت سی اور بھی باتیں بتلانی تھیں مگر ابھی تک ان میں اتنی صلاحیت نہیں تھی کہ اس کو برداشت کرتے اور سمجھ جاتے اس لئے حضرت عیسیٰ نے کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم کے قاعدہ سے اتنی ہی بات پر اکتفا کیا اور فرمایا کہ جب وہ مددگار آئیگا تو ان باتوں کو جو سچائی کی راہیں ہیں بتلائے گا۔ غیبی خبریں بتائیگا،

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی صفات کو، یوم آخرۃ کی تفصیل کو اور دوزخ و جنت کی تفصیل کو بیان کیا جس کے بیان سے

توریت وانجیل خاموش ہیں۔

اسی طرح سچائی کی تمام راہوں کو بیان کرکے دین کو کامل ومکمل کردیا اور حضرت عیسیٰ کے جلال وعظمت کو بیان کیا ہے اسیطرح فارقلیط و مددگار اور سردار آکر دنیا کو تین چیزوں سے قصوروار ٹھہرائے گا اور ان کو الزام دے گا۔ یہ محمد رسول اللہ ہی ہیں،

اول گناہ سے اور اس سے مطلقاً گناہ مراد نہیں ہے، بلکہ ایک خاص گناہ حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لانے کا۔ جیساکہ اس سے پہلے خود حضرت عیسیٰ کا مقولہ نقل کیا گیا کہ اگر میں نہ آتا اور ان سے کلام نہ کرتا تو وہ گنہگار نہ ٹھہرتے وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما

دوم۔ راستبازی کے سبب یہاں پر مطلقاً سچائی مراد نہیں ہے بلکہ خاص واقعہ کی سچائی یعنی دنیا کو میرے مصلوب ہونے کا گمان ہوگا، وہ سچی اور واقعی بات بیان کرکے دنیا کو الزام دے گا کہ تمہارا یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ بغیر مصلوب ہوئے وہ خدا کے پاس چلے گئے،

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (سورہ نساء ۱۵۷)

سوم۔ عدالت سے الزام دے گا۔ یہودیوں نے جو ظالمانہ حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا کہ وہ اپنے کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتا ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں نے سولی دینے کا فیصلہ کیا اس الزام کو غلط بتائیگا۔ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (مائدہ ۷۲)

ایسا مددگار اور سردارِ جہاں حضرت عیسٰی کے بعد محمد رسول اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے جس میں یہ تمام اوصاف بدرجۂ اتم موجود ہوں اور اس پر صادق آتے ہوں اور ادھر خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دعویٰ بھی کیا کہ میں ہی بشارتِ عیسٰی کا مصداق ہوں اور آپ کے زمانہ کے کتنے ہی عیسائی علماء نے اس کا اقرار و اعتراف بھی کیا کہ آنحضور ہی اسکے مصداق ہیں چونکہ اس تعبیر سے ایک پیغمبر کی بعثت کی پیشین گوئی ہوتی ہے۔ اور اس سے عیسائی کلیسا کی اس تعلیم و تبلیغ کی مخالفت ہوتی ہے، جس کی تعلیمات میں لوگوں کو باور کرایا جاتا ہے کہ حضرت عیسٰی ہی آخری نبی ہیں اس لئے ان لوگوں نے اس کی طرح طرح کی تاویل کی کبھی کسی نے یہ کہا کہ اس سے مراد خود دوبارہ حضرت عیسٰی کا آنا ہے چنانچہ قبر سے زندہ ہو کر حواریوں کے سامنے آئے مگر حضرت عیسٰی اس کا مصداق کیسے ہو سکتے ہیں۔ جب کہ وہ خود کہتے ہیں کہ میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا۔ کہ ابد تک ساتھ رہے گا۔ پھر حضرت عیسٰی نے اپنے بارے میں دنیا کو کس طرح الزام دیا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد روح القدس کا نزول ہے۔ جو عید پنتیکست کے دن حواریوں پر ہوا تھا۔ جب عید پنتیکست کا دن آیا تو وہ لوگ ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور انہیں آگ کے شعلے کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں۔ اور ان میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے۔ اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح

روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی، (اعمال باب ۲ع)

اس وکیل و مددگار و سردار سے روح القدس مراد لینا کسی صورت سے صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ نے اس وکیل و شفیع کی بشارت دینے سے پہلے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ اس سے حضرت کا مقصد یہ ہے کہ میں جس نئے نبی کی نبوت کی پیشین گوئی کر رہا ہوں اس کے ظہور کے وقت بہت سے لوگ انکار کریں گے۔۔۔ اس لئے انہوں نے اس فقرہ کے ذریعہ ان کو متوجہ کر کے اس کی تاکید کی پھر ان کی آمد کی اطلاع دی۔ اور روح کتاب اعمال کی تصریح کے مطابق تمام لوگوں پر ٹھہری اور سب لوگ روح القدس سے بھر گئے لہٰذا جن لوگوں پر روح نازل ہوئی ان کی کیفیت اس شخص کی طرح تھی جیسے کسی پر جن سوار ہو ایسی صورت میں اس سے متأثر ہونے والے کے لئے انکار کا وہم بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کو مذکورہ بالا فقرہ کہنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اسی طرح اس کے نزول کو مستبعد سمجھنے کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے کہ اس سے قبل وہ اس سے مستفیض ہو چکے تھے۔

حضرت عیسیٰ نے بارہ شاگردوں کو منادی کرنے کے لئے بھیجتے وقت فرمایا تھا کہ فکر نہ کرنا کہ ہم کس طرح کہیں یا کیا کہیں کیونکہ جو کچھ کہنا ہوگا۔ اسی گھڑی تمہیں بتایا جائے گا۔ کیونکہ بولنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کا روح ہے جو تم میں بولتا ہے۔ (متی باب ۱۰ع)

اس وکیل و شافع کا آنا حضرت عیسیٰ کے جانے پر موقوف ہے حضرت عیسیٰ نے آسمان پر جانے سے پہلے حواریوں کو روح دی۔۔۔

یسوع نے پھر ان سے کہا کہ تمہاری سلامتی ہو، جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اسی طرح میں تمہیں بھیجتا ہوں اور یہ کہہ کر ان پر پھونکا اور ان سے کہا کہ روح القدس لے لو۔ (یوحنا باب ۲۰)

خود حضرت عیسیٰ پر اصطباغ کے موقع پر روح کبوتر کی شکل میں نازل ہوئی۔ ان بیانات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ روح القدس ایسی چیز نہیں جس کا آنا حضرت عیسیٰ کے رفع سماوی پر موقوف ہو۔ وہ شفیع و وکیل حضرت عیسیٰ کی گواہی دے گا۔ اور حضرت عیسیٰ نے حواریوں کے بارے میں بھی فرمایا کہ تم بھی گواہ ہو کیوں کہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو جس سے معلوم ہوا کہ وہ روح بھی لوگوں کے سامنے گواہی دے گی اور حواریوں پر عید پنتیکست کے دن روح کا نزول ہوا تو روح کی شہادت بعینہٖ حواریوں کی شہادت ہوئی جیسے کسی پر جن مسلط ہو تو جن کا کلام بعینہٖ اس شخص کا کلام ہے۔ وہ شفیع دنیا کو ملامت کرے گا۔ روح کا ملامت کرنا کسی طرح درست نہیں ہے اور حواریوں کا کام ترغیب و وعظ کے ذریعہ دعوت دینا تھا۔ دنیا کو ملامت کرنا۔ یہ تو حضرت محمد رسول اللہ نے انجام دیا۔ اس لئے منطق کے اصولوں کے مطابق یوحنا کے بیان کردہ مددگار روس دار میں یسوع کے مانند ایک بشر نظر آتا ہے جو سماعت و نطق کی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اور وہ نوع انسانی کے لئے ایک دوسرا شفاعت کرنے والا ہوگا، جیسا کہ یشوع اپنی حیات دنیوی کے درمیان انسانوں کی طرف سے بارگاہ خداوندی میں شفاعت کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنیکی سازش

حضرت عیسیٰ علیہ السلام برابر بنی اسرائیل کو حجت و برہان اور معجزات کے ذریعہ دین حق کی تعلیم دیتے رہے اور ان کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتے رہے مگر یہودی قوم کی صدیوں سے مسلسل سرکشی کی وجہ سے ان کے قلوب اتنے سخت ہو گئے تھے کہ ایک مختصر سی جماعت کے علاوہ ان کی بھاری اکثریت حضرت عیسیٰ ؑ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئی۔ اور ان کے ساتھ حسد و بغض کو اپنی جماعتی زندگی کا شعار بنا لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر اس کو جادو بتانے اور کہتے کہ بعلزبول (شیطان کا سردار) کی مدد سے یہ کام انجام دیتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایکمرتبہ انکے جواب میں ارشاد فرمایا تھا۔ جس کی بادشاہت میں پھوٹ پڑتی ہے وہ ویران ہو جاتی ہے، جس کسی شہر یا گھر میں پھوٹ پڑے گی وہ قائم نہیں رہے گا۔ اور اگر شیطان نے شیطان کو نکالا تو اپنا آپ ہو گیا، پھر اس کی بادشاہت کیوں کر قائم ہو گی۔

(متی باب ۱۲، مرقس باب ۱۲)

کبھی الزام دیتے کہ یہ اور ان کے شاگرد موسوی شریعت کی علانیہ توہین کرتے ہیں یوم السبت کی روایات کو پامال کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا جواب دیا کہ سبت کے دن نیکی کرنا روا ہے (متی باب ۱۲) ایک مرتبہ ان کے اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے توریت میں

اس دور بت پرستی میں رومیوں اور یونانیوں کے لیے انوکھی اور اچنبھے کی بات نہیں تھی کہ خدا کا بیٹا ہو اور آسمان سے اترا ہو۔ فراعنہ مصر قیاصرہ روم وغیرہ کو اس دور کے لوگ اسی نظر سے دیکھتے تھے کہ وہ دیوتا ہیں جو آسمان سے اترے ہیں۔

یروشلم کی کلیسا نے دیکھا کہ پولس حضرت عیسیٰؑ کی شریعت میں تحریف کر رہا ہے اور انجیل کے نام پر ایسی تعلیم دیتا ہے جو انجیل کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے تو ان لوگوں نے اس کی شدت سے مخالفت شروع کر دی اس وقت یروشلم کی کلیسا کو نہایت اہم مقام حاصل تھا جس کی وجہ سے پولس سے بہت سے لوگ برگشتہ ہو گئے تیمھتیس کے نام دوسرے خط میں لکھتا ہے کہ تو جانتا ہے کہ آسیہ کے سب لوگ مجھ سے پھر گئے ہیں جس میں فوگلس اور ہرگلنیس ہیں اسکندر ٹھیٹرے نے مجھ سے بہت برائیاں کیں خداوند اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا اس سے تو بھی دور رہ کیوں کہ اس نے ہماری باتوں کی بڑی مخالفت کی ہے اور گلتیوں کے نام خط میں لکھتا ہے میں تعجب کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں مسیح کے فضل سے بلایا اس سے تم اس قدر جلد پھر کر کسی اور طرح کی خوشخبری (انجیل) کی طرف مائل ہونے لگے آگے لکھتا ہے کہ مگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اس خوش خبری کے سوا جو ہم نے تم کو سنائی کوئی اور خوشخبری سنائے تو ملعون ہو۔ ان سب کے باوجود لوگ اس کی تعلیم سے مطمئن نہیں ہوئے اور رسولوں کی کو اس پر فوقیت دیتے رہے تو غصہ میں آپے سے باہر ہو جاتا ہے گرنتھیوں کے نام دوسرے خط میں لکھتا ہے میں تو اپنے آپ کو ان افضل رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا کیا وہی عبرانی ہیں میں بھی ہوں کیا وہی اسرائیلی ہیں میں بھی ہوں کیا وہی ابراہیم کے نسل سے ہیں میں بھی ہوں کیا وہی مسیح کے خادم ہیں میرا یہ کہنا دیوانگی ہے میں زیادہ تر ہوں محنتوں میں زیادہ کوڑے کھانے میں زیادہ آگے اپنے مکاشفہ کو ذکر کرتا ہے جس میں فردوس میں پہنچ کر ایسی باتیں سنیں جو کہنے کی نہیں آگے لکھتا ہے میں نے خود اپنے منہ سے اپنی تعریف کی میں بیوقوف بنا مگر تم نے مجھے مجبور کیا کیوں کہ تم کو میری تعریف کرنی چاہیے تھی پولس کہتا تھا کہ مجھ کو رسولوں سے تعلیم حاصل کرنے کی

ادا کرو۔ (متی باب ۲۲)

جس قدر بنی اسرائیل کا جوش مخالفت بڑھتا گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فریسیوں اور کاہنوں کے عیوب کو کھول کھول کر بیان کرنے لگے، جسکی وجہ سے ان کی آتش غضب بہت بھڑک گئی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مریضوں کے شفا دینے کے معجزہ کی وجہ سے ان کے ساتھ ایک بھیڑ رہا کرتی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کو گرفتار کرنے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ اے ریاکار فقیہو! اور فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ آسمان کی بادشاہت تم لوگوں پر بند کرتے ہو۔ کیوں کہ نہ آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والے کو داخل ہونے دیتے ہو۔

اے ریاکار فقیہو! اور فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو، اور جب مرید ہو جاتا ہے، تو اسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بناتے ہو۔

اے ریاکار فقیہو! اور فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کے مانند جو اوپر سے خوبصورت دکھائی دیتی ہے، مگر اندر مُردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہوتی ہے۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں لوگوں کو راست باز دکھائی دیتے ہو، مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہوئے ہو، (متی باب ۲۳)

قرآن کہتا ہے۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (المائدہ ع۸)

بنی اسرائیل ان باتوں کو سُنکر دانت پیستے، مگر آپ پر ہاتھ اٹھانے کی